REGD No P. 67
رجسٹرڈ نمبر ایل ۶۷

اخبار احمدیہ

قادیان ۱۵ فروری۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت اور خاندان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دیگر مقدس افراد کے متعلق کوئی تازہ اطلاع تو نہیں مل سکی البتہ مورخہ ۱۲ فروری کو محترم جناب شیخ بشیر احمد صاحب نے فون پر اطلاع دی کہ ربوہ میں ہر طرح خیریت ہے۔ الحمد للہ۔

قادیان ۱۵ فروری۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں۔ الحمد للہ

— ہفتہ زیر اشاعت مقامی طور پر اس موسم کی پہلی بارش ہوئی۔ ایک لمبے امساک باراں کے بعد اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور رحمت کی بارش ہوئی۔ الحمد للہ۔

— اخباری اطلاعات اور نشریات مظہر ہیں کہ ہند و پاکستان کی ڈاک کھل گئی ہے تاہم کوئی ایسا خط مقامی طور پر تاحال کسی کو موصول نہیں ہوا۔ خدا کرے کہ دونوں حکومتوں کے تعلقات جلد از جلد خوشگوار ہو جائیں اور سلسلہ مراسلت حسب سابق جاری ہو جائے۔ آمین۔

اعلامیہ تاشقند

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی۔

میں ایک گدائے گوشہ نشین ہوں۔ اور حافظ شیرازی نے مجھ جیسے گوشہ نشینوں کے متعلق فرمایا ہے کہ

رموزِ مملکت خویش خسرواں دانند
گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش

مگر اعلامیہ تاشقند ایک ایسا اعلامیہ ہے جس کی نظیر بھارت و پاکستان کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ مغربی سامراج کا پورا دور اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔ اس لئے یہ بات ذرا نامناسب معلوم ہوتی ہے کہ ان دونوں پڑوسی ملکوں کی تاریخ میں ایک نئے دور کا آغاز ہو جائے۔ اور میں محض ایک خاموش تماشائی کی طرح صرف دوسروں کے کردار دیکھتا رہوں۔

پھر ایک بندۂ مومن کے لئے یہ خاموشی بڑی صبر آزما بھی ہے دنیا میں جتنے انقلاب رونما ہوتے ہیں۔ بندگانِ خدا کے نزدیک ان کے پس پردہ تقدیرِ الٰہی کارفرما ہوتی ہے اس لئے میں یہ کیسے مان لوں کہ "اعلامیہ تاشقند" محض ایک اتفاقی بات ہے۔ اس کے پیچھے خدا کی کوئی تقدیر کارفرما نہیں۔

میرا خیال ہے کہ خدا نے بہت دنوں تک مغربی اقوام کو دنیا کی گتھیاں سلجھانے کا موقعہ دیا۔ مگر وہ نااہل یا بدنیت ثابت ہوئیں۔ اور دن بدن یہ گتھیاں اور الجھتی ہی چلی گئیں۔ اس لئے اب "مشیتِ الٰہی" نے روس کی طرف توجہ کی۔ اور اس کے دل میں یہ تحریک کی کہ اب وہ اپنا "ناخنِ تدبیر" استعمال کرے۔ شاید گتھیاں سلجھ جائیں۔ اور مخلوقِ خدا کو امن و عافیت سے رہنے کا موقعہ ملے۔

اس معاہدے سے پہلے یورپ اور امریکہ دنیا کے چوہدری بنے ہوئے تھے وہی بازیگروں کی طرح چھوٹی چھوٹی اقوام کو لڑاتے اور ساتھ ساتھ امن کی اپیل بھی کرتے جاتے۔

"اعلامیہ تاشقند" کے بعد ان تمام اداروں کی سرگرمیوں پر اب ہنسی آتی ہے۔ جن پر یورپ اور امریکہ چھائے ہوئے تھے۔ جیسے "دولت مشترکہ"، "اقوام متحدہ" اور "سلامتی کونسل" یہ سب ایک سے ایک سیاست گری کے اڈے تھے۔

ان اجتماعوں کا مقصد سامراجی مفاد کی حفاظت کے سوا کچھ نہیں تھا۔ اتنے بڑے بڑے اجتماع ہوتے۔ مگر ان میں آپس کے اختلافات دور کرنے کی قطعاً کوشش نہیں کی جاتی۔ ان میں سب سے برا حال "دولتِ مشترکہ" کا ہے۔ اس کے منشور میں اس دفعہ کو جگہ ہی نہیں دی گئی ہے۔ اس اجتماع کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ تم سب سال میں ایک مرتبہ لنڈن میں جمع ہو جاؤ۔ اور صرف ان باتوں پر غور و فکر کرو۔ جن سے تاجِ برطانیہ کو فائدہ پہنچتا ہو۔ رہ گئے تمہارے باہمی اختلافات تو یہ بات یہاں مت چھیڑو۔ ہم کسی دوست ملک کا دل دکھانا نہیں چاہتے۔

یہ مغربی سیاست داں ترغیب ترہیب یہی کردار مجلس اقوام متحدہ اور سلامتی کونسل میں بھی ادا کرتے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ یہ ادارے آج تک کسی ایک حل طلب مسئلہ کا بھی تصفیہ نہیں کر سکے۔

اس کے بالکل برعکس روس نے تاشقند میں ایک شاندار کردار ادا کیا۔ انسانیت اور ہمدردی کا جو تقاضا ہوتا ہے۔ اس کے ماتحت اس نے بھارت و پاکستان کے رہنماؤں کو تاشقند آنے کی دعوت دی۔ وہاں روس کے وزیر اعظم "مسٹر کوسیجن" نے نہایت مستعدی و اعلیٰ صلاحیت سے ان دونوں کے اختلافات میں دخل دیا۔ اور دونوں کو مصالحت کرنے پر آمادہ کر لیا۔ اس کے لیے ان کو کتنے جتن کرنے پڑے ہوں گے۔ کتنی مرتبہ ان دوستوں کا دل دکھایا ہوگا۔ اور ترغیب و ترہیب سے کام لیا ہوگا۔ اس کو وہی سمجھ سکتے ہیں جو "تاشقند میٹنگ" کا غور سے مطالعہ کرتے رہے۔ مسٹر کوسیجن نے کسی کی خوشی یا ناخوشی کی پرواہ کئے بغیر ان دونوں کو پکڑ پکڑ کر اتنا جھنجھوڑا کہ آخر یہ دونوں ہوش میں آگئے۔ اور دونوں بڑی بے تابی سے محسوس کرنے لگے کہ اگر ہم اپنی حفاظت و بقا چاہتے ہیں تو یہاں بیٹھ کر باہمی مصالحت کی کوئی راہ نکالنی چاہیئے۔

اگر خدانخواستہ یہی میٹنگ لنڈن یا واشنگٹن میں ہوتی تو یہ دونوں جراح ان زخموں پر نشتر لگانے کی بجائے دستِ شفقت پھیر کر روانہ کر دیتے اور صاف کہہ دیتے کہ ہم کسی دوست ملک کے زخم پر نشتر نہیں لگا سکتے۔ یہ ہماری تہذیب روایات اور وضعداری کے خلاف ہے۔

لیکن روس نے جو پالیسی اختیار کی وہ سیاسیاتِ عالم میں ایک مثال بن گئی۔ اس نے نہ صرف یہ کہ ایک معاہدے پر ان دونوں ملکوں کے سربراہوں سے دستخط کرا لئے۔ بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ بہت سخت پیمان وفا بھی لیا یہی وجہ ہے کہ اس معاہدے کے بعد رفتہ رفتہ اختلافی مسائل حل ہو رہے ہیں اور یکے بعد دیگرے دل کی گرہیں کھلتی جا رہی ہیں۔ اگر یہ معاہدہ کسی نبی کے ذریعہ ظہور پذیر ہوتا تو ہم اس کو معجزہ کہتے۔ بہرصورت ہم اسے مشیتِ ایزدی اور نصرتِ الٰہی ضرور کہتے ہیں۔

آخر اس مشیتِ الٰہی کے اندر کیا راز تھا۔ میرا اصل موضوع فکر یہی ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ حکومت روس جو کمیونزم یا دہریت کی سرپرستی کے باعث اسلامی ممالک سے بالکل دور رہ گئی تھی۔ اب اللہ تعالیٰ اس کو پھر اسلام کے قریب لانا چاہتا ہے۔ تا وہ مذہبِ اسلام کی خوبیوں کا مطالعہ کر سکے۔ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ روس کے متعلق خدا کی کوئی خاص تقدیر نافذ ہونے والی ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا کی طرف سے "زارِ روس کا سونٹا" دیا گیا (تذکرہ صفحہ ۴۷) پھر آپ نے فرمایا کہ "میں اپنی جماعت کو ایشیا میں ریگ کی مانند دیکھتا ہوں" (تذکرہ صفحہ ۸۱) یہ سارے الہامات اس یوم موعود کی یاد دلا رہے ہیں جب احمدیت کا پیغام روس میں بھی مقبول ہوگا۔ اور یہ قبولیت حیرت انگیز ہوگی میں سمجھتا ہوں کہ "معاہدۂ تاشقند" کے ذریعہ خدا نے اس "یوم موعود" کی داغ بیل ڈال دی۔ نیز حالات میں ایسے انقلابات آئیں گے جو روس کو اسلام کے قریب کر دیں گے۔ اب روس اسلامی ممالک کی طرف متوجہ ہوگا اور اسلامی ممالک روس کی طرف۔ دونوں میں تہذیب و ثقافت کا تبادلہ ہوگا اور ایک دوسرے کو بہتر رنگ میں سمجھنے کی کوشش کی جائے گی۔

یوں بھی دیکھیے تو اگرچہ آج روس دہریت کا محافظ و سرپرست ہے مگر اس کے معاشرے پر یورپ سے زیادہ اسلام کا اثر ہے ان کا اخلاقی تصور اسلام سے قریب تر ہے۔ وہاں امریکہ کی طرح اباحتی اور فواحش کے مرتکب نہیں رہتے۔ انکی سوسائٹی کھلی فحاشی کی اجازت بھی نہیں دیتی۔ تاشقند جو اسلامی تہذیب کا گہوارہ رہ چکا ہے روس میں اس شہر کو نمایاں درجہ حاصل ہے اور آجکل حکومت روس بھی "تاشقند" میں اسلامیات کو فروغ دینے کی کوشش کر رہی ہے۔ حکومت کی سرپرستی میں وہاں سے قرآن مجید کا ایک دیدہ زیب نسخہ شائع ہو چکا ہے مساجد کی حفاظت کی جاری

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے رانا آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ذکرِ حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام

(تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۶۵ء)

(۱)

از جناب ملک صلاح الدین صاحب ایم۔اے مؤلف اصحابِ احمد قادیان

احبابِ کرام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

قرآن مجید میں ھوالذی بعث فی الامیین رسولا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثتِ ثانی کی خبر اور حضور صلعم کے یدفن معی فی قبری کے قولِ مبارک اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات لولاک لما خلقت الافلاک۔ اور انت منی بمنزلۃ لا یعلمھا الخلق۔ اور انت منی بمنزلۃ عرشی اور انت منی بمنزلۃ روحی اور انت منی بمنزلۃ ولدی۔ اور انت منی بمنزلۃ توحیدی وتفریدی سے حضرت ... السلام کا مقام رفیع ظاہر ہے اور یہ امر بھی کہ "ذکرِ حبیبؑ" کی مختصر مجلس میں آپ کے خلقِ عظیم اور سیرۃ مبارکہ کا ایک گوشہ بھی بے نقاب کرنا ممکن نہیں۔ تاہم وقت کی رعایت سے جو کچھ ممکن ہے عرض کرتا ہوں:

خدا پر توکل اور نقصان پر بھی بُردباری کا اظہار

آپ اللہ تعالےٰ پر کامل توکل رکھتے اور اس کی رضا پر راضی رہتے تھے۔ کوئی نقصان ہو جائے تو بھی کمال بُردباری سے پیش آتے تھے۔ میاں محمد اکبر خان صاحبؓ سنوری سناتے ہیں کہ حضور کے کمرے میں میری چھوٹی سی لڑکی موم بتی جلا کر رکھ آئی لیکن وہ گر گئی اور حضورؑ کے محنت سے لکھے ہوئے مضامین کے مسودات اور چند چیزیں جل گئیں میرے گھر میں بہت گھبراہٹ ہوئی لیکن حضور کو معلوم ہوا تو یہ کہہ کر بات ختم کر دی کہ خدا کا بہت بہت شکر کرنا چاہیئے کہ کوئی اس سے زیادہ نقصان نہیں ہو گیا" (سیرۃ مسیح موعودؑ حصہ اول ص ۹۵/۹۶)

ایک دفعہ حضورؑ کے ایک بچے نے لکھے ہوئے مضامین کو آگ لگا دی۔ سب حیران تھے کہ اب کیا ہو گا۔ حضور کو علم ہوا تو مسکرا کر فرمایا کہ خوب ہوا اس میں اللہ تعالےٰ کی کوئی بڑی مصلحت ہو گی اور اب خدا تعالےٰ چاہتا ہے کہ اس سے بہتر مضمون ہمیں سمجھائے"۔ (سیرۃ مسیح موعود حصہ اول ص ۹۸/۹۹)

ایک مضمون حضور نے لکھا جس کی فصاحت وبلاغت خدا داد پر حضور کو بہت ناز تھا۔ حضرت مولوی نور الدین صاحبؓ کو پڑھنے کے لئے دیا۔ جو ان سے راستہ میں گر گیا۔ تلاش کیا نہ ملا۔ سخت پریشان ہوئے ادھر کاتب منتظر تھا اور ابھی اس کا ترجمہ ہونا تھا۔ حضور کو خبر ہوئی تو ہشاش بشاش اور مسکراتے ہوئے تشریف لائے اور بہت عذر کیا کہ مولوی صاحب کو ورق کے گم ہونے سے اسقدر تشویش ہوئی۔ مجھے افسوس ہے کہ اس کی تلاش میں اسقدر بھاگ دوڑ کیوں کی گئی۔ میرا تو اعتقاد ہے کہ اللہ تعالےٰ اس سے بہتر ہمیں عطا کرے گا"۔ (ر ر ص ۱۰۰/۱۰۱)

حضور کو کچھ خط کوڑے کرکٹ کے ڈھیر سے نکال کر دیئے گئے۔ جو حضورؑ نے ایک خادم کو ڈاک میں ڈالنے کے لئے ایک ہفتہ پہلے دیئے تھے۔ ان میں سے بعض رجسٹری کرنے تھے اور آپ ان کے جواب کے منتظر تھے۔ آپ نے اس خادم کو یہ خطوط دکھا کر بڑی نرمی سے صرف اتنا کہا کہ تمہیں نسیان بہت ہو گیا ہے ذرا فکر سے کام کیا کرو"۔ (ر ر ص ۱۰۱/۱۰۲)

ایک دفعہ پولیس نے تلاشی لی کہ مشتبہ ڈاک پکڑی جائے۔ لیکن کوئی بات نہ نکلی اس وقت حضرت حافظ غلام محی الدین صاحبؓ بھیروی کے کمرے کی بھی تلاشی ہوئی۔ جو صرف خدمت کی خاطر حضورؑ کی ڈاک لاتے اور لے جاتے تھے۔ تلاشی میں بہت سے ایسے خطوط نکلے جو حضورؑ کی خدمت میں پہنچائے ہی نہیں گئے تھے یا ڈاک میں ڈالنے کو حضور نے دیئے تھے لیکن کرہ میں ہی پڑے رہے۔ حضورؑ کو علم ہوا تو ہنستے ہوئے حافظ صاحب سے پوچھا کہ حافظ جی! یہ خط رکھنے کے لئے تو نہیں دیئے گئے تھے۔ اگر آج نہ دیکھے جاتے تو پتہ بھی نہ لگتا اور ہم سمجھتے کہ خط لکھ دیا ہوا ہے۔ اور دوسرے لوگ سمجھتے کہ ہم خط لکھ چکے ہیں۔ خیر جو کچھ ہو گیا اچھا ہو گیا۔ مصلحتِ الٰہی یہی ہو گی۔ باوجود اس کے حضور نے ان کو اس کام سے منع نہیں کیا بلکہ جب تک زندہ رہے۔ ڈاک لانے اور ڈاک پوسٹ کرنے کا کام وہی کرتے رہے (ر ر ص ۱۰۲ تا ۱۰۴)

خدمتِ خلق

غرباء کی خدمت سے تعلق میں حضرت مولوی عبد الکریم صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ:۔

بعض اوقات دوا دارو پوچھنے والی دیہاتی عورتیں حضور کو آواز دے کر دروازہ کھولنے کو کہتی ہیں اور آپ اس طرح اٹھ کر کھول دیتے ہیں جیسے کسی معزز افسر کا حکم ہو۔ اور کشادہ چہرہ سے دوائیں بتاتے ہیں۔ وقت ضائع ہونے کا خیال نہ کرتے ہوئے ایک عورت ساس نند کی شکایت شروع کر دیتی ہے۔ اور گھنٹہ بھر ضائع کر دیا ہے۔ آپ تحمل سے سُن رہے ہیں۔ لیکن اسے منع نہیں کرتے کہ بس اب جاؤ دوا پوچھ لی ہے۔ ایک دفعہ بہت سی ایسی عورتیں بچوں کو دکھانے آئیں اور خدمت گار عورتیں بھی شربت شیرہ لینے آئیں۔ تین گھنٹے تک یہ ہسپتال جاری رہا حضور نے ایک اہم مضمون بھی لکھنا تھا اور جلد لکھنا تھا۔ میں نے عرض کیا کہ یہ تو بڑی زحمت ہے۔ بہت سا قیمتی وقت ضائع ہو جاتا ہے۔ آپ نے بہت اطمینان سے فرمایا۔ کہ

یہ بھی تو دین کا کام ہے۔ مسکین لوگ ہیں یہاں کوئی ہسپتال نہیں۔ میں ان لوگوں کی خاطر ہر طرح کی انگریزی اور یونانی دوائیں منگوا کر رکھتا ہوں جو وقت پر کام آتی ہیں اور فرمایا یہ ثواب کا کام ہے مومن کو ان کاموں میں سست اور بے پرواہ نہیں ہونا چاہیئے۔ (سیرۃ حضرت مسیح موعودؑ ص ۳۹ تا ۴۱)

حضور اپنے شہر کے رئیس اعظم اور مالک تھے اور اپنی خاندانی وجاہت کے لحاظ سے لوگوں کے گھروں میں نہیں آتے جاتے تھے لیکن جہاں دوسروں کو آرام پہنچانے کا موقعہ ہوتا آپ اپنے پرائے کا امتیاز کئے بغیر اپنے واقف کاروں اور خادموں کی بیماری پر ان کی عیادت اور خدمت کرتے۔ آپ بہت نرم دل تھے۔ اور انتہائی ہمدردی کا اظہار کرتے تھے۔ چنانچہ آپ کے ابتدائی ملاقاتیوں میں سے لالہ شرمپت رائے پیٹ پر ایک پھوڑا نکلنے سے سخت بیمار ہو گئے۔ پھوڑے نے خطرناک شکل اختیار کر لی۔ حضور ان کے تنگ وتار مکان پر تشریف لے گئے۔ لالہ صاحب بہت گھبرائے تھے۔ اور ان کو اپنی موت کا یقین تھا آپ نے انہیں بہت تسلی دی۔ ڈاکٹر عبد اللہ صاحب قادیان کے واحد ڈاکٹر تھے۔ فرمایا میں ان کو مقرر کر دیتا ہوں۔ چنانچہ آپ ڈاکٹر صاحب کو ساتھ لے کر گئے۔ اور علاج پر مقرر کر دیا۔ اور کسی قسم کا خرچ لالہ صاحب کو نہیں کرنا پڑا۔ خود بلاناغہ حال دیکھنے جاتے۔ اور جب جاتے تو ہنستے ہوئے ان کے گھر میں داخل ہوتے جس کا اثر مریض اور ساتھ والوں پر پڑتا۔ ان کو بہت تسلی دیتے اور فرماتے کہ فکر نہ کرو۔ میں دعا کرتا ہوں۔ آپ اچھے ہو جائیں گے۔ اور لالہ جی بھی دعا کرنے کو کہتے۔ نازک حالت دور ہو گئی تو حضور دو دفعہ جاتے رہے یہاں تک کہ انہیں کامل صحت ہو گئی۔ (سیرت مسیح موعودؑ حصہ دوم ص ۱۶۳ تا ۱۶۵)

لالہ ملاوامل جی بھی جوانی میں ٹی بی کے مہلک مرض میں گرفتار ہو گئے اور رفتہ رفتہ آثارِ مایوسی ظاہر ہو گئے۔ وہ ... اپنی زندگی سے مایوس ہو کر آپ کے پاس آ کر نہایت بیقراری سے روتے۔ حضور کا دل ان کی ایسی حالت پر پگھل گیا اور دعا فرمائی۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کو الہام سے ان کی صحت وسلامتی کی خوشخبری دی۔ چنانچہ وہ ایسے خطرناک مرض سے ایک ہفتہ میں شفایاب ہو گئے (تذکرہ ص ۳۹) اور ابھی بارہ تیرہ سال قبل انہوں نے گویا مزید بیاسی سال زندہ رہ کر تقریباً ایک سو چار سال کی عمر میں وفات پائی۔

ایک دفعہ لالہ جی ریٹھن کی درد سے بیمار ہو گئے۔ حضور صبح وشام کسی خادم کے ذریعہ خبر منگواتے اور دن میں ایک مرتبہ خود تشریف لے جا کر بیمار پرسی کرتے۔ اور خود علاج بھی کرتے تھے۔ ایک رات انہیں دست آئے۔ اور آخر میں خون آنے لگ گیا۔ اور ضعف بہت ہو گیا۔ خادم صبح حال دریافت کرنے گیا تو لالہ جی نے حال بتا کر کہا کہ حضور خود تشریف لاویں چنانچہ آپ فوراً اُن کے مکان پر تشریف لے گئے اُن کا حال دیکھا تو تکلیف ہوئی اور فوراً ایک اور دوائی دی جس سے انہیں آرام آ گیا۔ (ر ر ص ۱۶۵)

(باقی)

دعائے مغفرت

افسوس کہ خاکسار کی والدہ ماجدہ مورخہ ۳ر جنوری ۱۹۶۶ء کو گنگ میں اپنے حقیقی مولیٰ سے جا ملیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ حضرت مولوی سید سعید الدین صاحب سکنہ گدڑہ ... رضی اللہ تعالےٰ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیٹی تھیں نیک عبادت گذار اور دعا گو بزرگ تھیں موصیہ بھی تھیں اور اپنی زندگی ہی میں اپنا حصہ جائداد ادا کر چکی تھیں ... بزرگان سلسلہ افراد خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ربوہ میں احمدی خواتین کے جلسہ سالانہ ۱۹۶۵ء کے موقع پر

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کا روح پرور افتتاحی خطاب

اللہ تعالیٰ کے احسان کو یاد رکھیں اور دعاؤں میں مشغول رہیں کہ خدا تعالیٰ جماعت کو نیکی اور تقویٰ میں ترقی بخشے

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ۔ وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

یہ جلسہ پہلا جلسہ ہے جس میں آپ سب بہنیں اپنے محبوب خلیفہ مصلح موعود کی جدائی کے بعد شامل ہو رہی ہیں۔ گو وہ ایک عرصہ سے خود تشریف لا کر بظاہر شرکت جلسہ نہیں فرماتے تھے۔ مگر ان کی برکات اُن کی دعائیں ہر لمحہ آپ کے شاملِ حال ہوتی تھیں۔ اور ان کے وجود کا اس دُنیا میں اور اس شہر میں موجود ہونا ہی بڑی خوشی اور تسکین کا موجب ہوتا تھا۔ اس وقت سب کے دل آپ کی فرقت کو بیشک بہت دُکھ سے محسوس کر رہے ہیں اور قدرتاً غمگین ہیں مگر اللہ تعالیٰ کے احسان و کرم کو دیکھ کر اور اس پہلو کو سوچ کر خوشی بھی اس غم میں شامل ہے اور ہونی چاہیئے کہ اس نے کیا فضل فرمایا کہ بغیر کسی اختلاف و تشتت کے خلافت کا قیام فرمایا اور ہم سب کو اسکے ہاتھ پر جمع فرما دیا۔ شماتتِ اعداء سے جماعت کو بچا لیا۔ اور قدرتِ ثانیہ کے سلسلہ کو تیسری بار بھی بابرکت بنا کر اپنی نصرت پھر جاری فرما کر ہمارے زخمی دلوں پر رحمت کا ہاتھ رکھ کر سکون بخشا۔ اس احسان کو یاد فرمائیں اور دعاؤں میں مشغول رہیں کہ خدا تعالیٰ تمام جماعت کو نیکی اور تقویٰ میں ترقی بخشے ہمارے دلوں اور گھروں میں نیکی اور تقویٰ اور ایمان کامل کے بیج بو دے اور بدیوں، ناپاکیوں بد اخلاقیوں سے پاک فرما دے ہم ایسے نیک نمونے احمدیت کے بنیں کہ ہم میں سے ہر ایک کو جس مقام پر بھی ہوں دیکھ کر ہی لوگ احمدیت کی طرف مائل ہو جائیں تبلیغ محض اتنا اثر نہیں کر سکتی جبتک نمونہ اعلیٰ اخلاق اور اعمال صالح کا دنیا کو نظر نہ آجائے پس نیکیوں میں اخلاق حسنہ میں ترقی کریں۔ کوشش اصلاح نفس اور دعا سے نصرت طلب کرتے کے ساتھ کہ وہ آپ کو ایسا ہی نمونہ بنا دے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تمنا اور اس ابھی رخصت ہونے والے آپ کے پیارے خلیفہ کی خواہش اور تڑپ تھی اور ان ارواحِ پاک کو بشارتیں ہی اللہ تعالیٰ پہنچاتا رہے

آپ سب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ سے محبت کرنے والوں کے لئے یہ قیام خلافت دوہرا احسان الٰہی ہے۔ ایک تو خلافت کا احسن طریق سے قیام۔ پھر یہ کہ وہ شخص آپ کو دیا جو آپکے محبوب خلیفہ کا لختِ جگر ہے گویا اس کا وجود دوسری صورت میں آپ کو دوبارہ بخش دیا گیا۔ یہ بالکل درست ہے کہ جو بھی خلیفہ منتخب ہوتا سب سب اسی طرح جھکتے ہم سب کے دل اسی طرح شرح صدر سے اس کو قبول کرتے مگر یہ کیسا احسان مزید ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاص موعود بیٹے کو جب اس نے واپس بُلا یا تو اس کے چاہنے والوں کے لئے اس کی نشانی آپ کا موعود پوتا جس کی خاص بشارت آپ کو حق تعالیٰ نے دی تھی۔ آپ کے لئے کھڑا کر دیا کہ لو یہ تمہارے پیارے کا پیارا اس مبارک وجود کا حصہ اس کا لختِ دل تمہارے دلوں کی تسکین۔ تمہاری رہنمائی اور احمدیت کی خدمت کے لئے تم کو دیا جاتا ہے۔ پس ہمیں اس پہلو سے بھی بیحد شکریہ درگاہِ الٰہی میں زبان سے بھی اور عمل سے بھی [illegible] وقت بڑھ چڑھ کر ادا کرنا چاہیئے تاکہ شکر گذار بندے بنیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہم پر نازل ہوتی رہیں۔ وہ ہمارا حافظ و ناصر ہو۔ نیز خلیفۃ المسیح الثالث کی صحت و زندگی کے لئے اور ان کے کاموں میں بہت بہت برکت کے لئے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت و نصرت اور اس کے فضل کے ہر قدم پر ہر گام میں ان کے ساتھ رہنے کے لئے بھی دعائیں کرنا ہمیشہ فرض جانیں۔ یہ دعائیں شکر نعمت ہو کر خود آپ سب کے لئے بھی افضالِ الٰہی کا جاذب بنیں گی۔ دعا وہ تخم ہے جس کا بونے والا کبھی گھاٹے میں نہیں رہتا۔ یہ وہ پودا ہے جو کبھی بے ثمر نہیں ہوتا۔

خدا تعالیٰ آپ کے اس سفر کو جو محض للہ آپ نے اختیار کیا ہے آپ کے لئے مبارک کرے۔ اور آپ یہاں سے فیضیاب ہو کر جائیں۔ آپ کے دل نور ایمان سے پیشتر سے بڑھ کر منور ہوں۔ خیر سے رہیں خیر سے واپسی ہو۔ اور خیر سے پھر خدا آپ سب کو ملائے۔ آمین ٭

"مبارکہ"

اور اب ...

"بدر کا مسیح موعود نمبر"

زیر تیاری ہے جو ۲۳ر مارچ یوم مسیح موعود سے قبل شائع کیا جائیگا اہل قلم حضرات سے درخواست ہے کہ اس خاص پرچہ کے لئے اپنے مقالات۔ ۱۰ر مارچ تک ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔ تاکہ بروقت احباب جماعت کی خدمت میں پیش کیا جاسکے ——— (ادارہ)

ربوہ میں احمدی خواتین کے جلسہ ۱۹۶۵ء کے موقع پر

حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کا ایمان افروز اختتامی خطاب

اپنی اولادوں کی نیک تربیت کریں، گھروں کا ماحول دینی بنائیں اور دعاؤں پر زور دیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

ابھی کل کی بات ہے کہ یہاں ہر فرد کی زبان پر یہی ذکر تھا۔ کہ "جلسہ قریب ہے"۔ "جلسہ آرہا ہے"۔ خدام دین اور تمام کارکن آپ کی آمد کے متعلق انتظاموں میں مشغول تھے۔ آخر وہ دن آپہنچا۔ اور یہ مبارک اجتماع جس کی بنیاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقدس ہاتھوں سے رکھی گئی تھی۔ اس کیلئے روحانی غذاؤں کا افتتاح ہوا تین روز آنکھ جھپکتے ہی گذر گئے۔ اور آج اختتام بھی ہو گیا۔ رخصت کی گھڑی آگئی! اللہ تعالےٰ آپ سب کا حافظ و ناصر ہو۔ اور پھر جماعت کو روحانی و جسمانی ہر قسم کی ترقیوں کے ساتھ مرکز میں آنا زیادہ سے زیادہ تعداد میں نصیب ہو۔ ہر سال یہ مجمع بڑھتا چلا جائے۔ آپ کے خادم میزبان بھی صحت اور سلامتی سے اسی طرح اخلاص اور صدق و خلوص سے ہمیشہ اس خدمت کے لئے کمربستہ رہیں۔ اور آپ بھی ان مقاصد کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے جس کے لئے یہ سالانہ ملاقات خصوصی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مقرر فرمائی تھی۔ ایمان و اخلاص کی دولت پیشتر سے بڑھ کر اپنے دلوں میں لے آئیں اور برکات مزید حاصل کر کے روحانی خزائن سے اپنی جھولیاں بھر بھر کر لے جائیں۔ آپ کے دامن ان خزائن کو سمیٹنے کے لئے وسیع تر ہوتے جائیں اور ان کی حفاظت کی خدا تعالےٰ آپ کو توفیق عطا فرماتا رہے۔ آمین۔

آپ میری بہنیں اپنی ذمہ داری کو سمجھیں۔ غور کریں کہ آپ کو دینی پہلو سے بھی کتنی اہمیت حاصل ہے اور پھر اپنے آپ کو اس قابل بنانے میں کوشاں رہیں کہ جو فرض خدا تعالےٰ نے آپ کے کاندھوں پر ڈالا ہے۔ وہ بخوبی ادا ہو۔ آپ آنے والی نسلوں کی مائیں ہیں۔ آپ احمدیت کی عمارت کی بنیادیں ہیں آپ خود سوچ سکتی ہیں۔ کہ اگر خدانخواستہ بنیاد کھوکھلی ہو۔ تو عمارت کا کیا بنے گا؟ پس اپنے گھروں کا ماحول دینی بنائیں۔ اپنی اولاد کی نیک تربیت کریں۔ ان میں روحانیت پیدا کریں۔ دعاؤں سے مولا کریم سے نصرت چاہتے ہوئے اپنی تمام طاقت اور کوشش اس امر کے لئے صرف کریں کہ آپ کے بچے خدائے واحد کے پرستار، توحید کو مضبوطی سے پکڑنے والے اسلام و احمدیت کے شیدائی ہوں۔ فدائی ہوں۔ سچے مخلص خدام دین بنیں۔ اگر آپ نے نیک اولاد اور نسل چھوڑی تو آپ اپنے مولیٰ کے حضور بھی سرخرو ہو کر حاضر ہوں گی۔ ورنہ بصورت دیگر خدانہ کرے کہ ایسا ہو۔ لیکن خوف سے لرزتے ہوئے دل کے ساتھ مجھے کہنا پڑتا ہے کہ بدراہ اولاد بھی خود حشر میں آپ کی دامنگیر ہوگی۔ کہ اے ماں تو نے ہم کو تباہ کر دیا علاوہ دیگر نتائج کے اللّٰھم حفظنا۔

اللہ تعالےٰ آپ سب کو نیک توفیق اور نیکی میں استقلال بخشے۔ اور آپ . . . . سب میں حقیقی احمدیت کا نور چمکتا نظر آئے۔ اور ہم آپ سب کبھی اس فہرست میں نہ آئیں جن کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام بڑے تہدیدی الفاظ میں "فتح اسلام" میں فرماتے ہیں۔ کہ "بعض جماعت میں سے مجھے خشک ٹہنیوں کی طرح نظر آتے ہیں۔ جن کو خداوند جو میرا متولی ہے۔ مجھ سے کاٹ کر جلنے والی لکڑیوں میں پھینک دے گا" خدا تعالےٰ ہم سب کو اپنی پناہ میں رکھے۔ اور ہمیں اپنا ہی بنائے۔ آمین۔ ذکر الٰہی میں مشغول رہ کر اس کے احسانوں کو یاد کر کے دعا سے اس کی محبت کی بھیک اس سے مانگ کر اس کی محبت کو دلوں میں پیدا کریں۔ اس کے عشق کی آگ سے زہریلے شیطانی درخت کی جڑیں تک جلا کر پھینک دیں۔ تاکہ روح اور دل پاک ہو کر اس کی نذر کرنے کے بکلی قابل ہو جائیں۔ اس آئینہ حق نما تو فدا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت آپ کے بروز مہدی آخرالزمان مسیح دوراں کی محبت پھر ان کی عطا کردہ روشنی تمام عالم میں پھیلانے والے خلفاء کی محبت آپ کے دلوں میں رچ جانی چاہئیں۔ اور تمام احکام شریعت حقہ پر عاشقانہ رنگ میں عمل پیرا ہوں۔ نہ کہ محض اسے پڑا ڈھول سمجھیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت۔ پھر اس نورانی چہرہ کو دوبارہ دکھانے والے۔ ثریا سے پھر ایمان دلانے والے محسن مسیح موعود علیہ السلام کی محبت ہی آپ کو اصل مقصود یعنی آپ کے خالق و مالک ذات باری تک پہنچا سکتی ہے۔ اسی نے یہ نور اپنا پیام دے کر آپ کی رہنمائی کے لئے دنیا میں بھیجے۔ اسی نے اپنی رحمت سے یہ روشنی کے مینار آسمان سے زمین پر اتارے۔ کہ آپ راہِ ہدایت پائیں اور اس زینہ سے بامِ مراد وصل پر پہنچ سکیں۔

غیر احمدی اس بات کے قائل ہیں۔ اور اکثر اس کا اظہار کرتے بھی سنے گئے ہیں۔ کہ "احمدی دعا بہت کرتے ہیں"۔ یہ بفضلہٖ تعالیٰ درست ہے۔ مگر ہم کو اور بھی زیادہ دعاؤں پر زور دینا چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود

موعود علیہ السلام نے دعاؤں کے معجزات آپ کے سامنے پیش کئے اور اپنی تعلیم میں دعا پر بے حد زور دیا ہے۔ اور دعا کی بہت تلقین کی ہے۔ بار بار تکرار سے کثرت سے اس نعمت الٰہی سے مستفیض ہونے کی جانب جماعت کو توجہ دلائی ہے۔ پس ہماری تو غذا بھی دعا اور ہمارا عصا بھی دعا ہی ہونا چاہیئے۔

درود ہماری سب دعاؤں کی سردار دعا ہے۔ یہ وہ کلید ہے جس سے درِ اجابت وا ہوگا۔ کیونکہ جب ہم خدا تعالیٰ کے سب سے زیادہ محبوب بندے اس کے پیارے اپنے محسن نبی اکرمؐ پر درود بھیجیں گے۔ ہمارے صلوٰۃ و سلام ان کے لئے آسمان پر ہماری جانب سے ہدیۂ محبت بن کر پہنچیں گے تو ہم پر بھی آسمان سے سلامتی کیسے نہ اُترے گی؟ ہمیشہ کثرت سے درود پڑھ کر سورۃ فاتحہ پڑھ کر دعائیں کریں۔ اور اس وقت بھی دعائیں کریں جس کے بعد یہ مجلس اس سال کے لئے برخواست ہوگی۔ اور آئندہ کے لئے ہم خدائے کریم سے خیر کے امیدوار اور طلب گار ہیں۔

اب آپ دعا کریں پہلے تو اس آپ سے رخصت ہو کر اپنے مولیٰ کے حضور پہنچنے والے پیارے خلیفہ کے درجات کے بلند سے بلند تر ہونے کے لئے اس جلسہ میں خصوصاً یہ دعا کرنا ضرور ہے۔ کیونکہ اس وقت آپ کے دل دردمند ہیں۔ دعائے دردِ دل بہت اثر رکھتی ہے۔ اور خاص غرض میری جانب سے ہے کہ یہ بھی دعا کریں۔ کہ جیسے ہم پانچوں بہن بھائی ایک سایہ میں پلے۔ ایک گود میں پرورش پائی اور کافی عرصہ تک ایک کمرہ میں فرشتوں کے پہرہ میں حضرت اقدس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس آرام کرتے تھے۔ اسی طرح ہمارا خدا ہمیں اپنی آغوشِ رحمت میں بے حساب مغفرت فرما کر ہمارے آقا کے قدموں میں ہمارے والدین کے پاس پھر اکٹھا کر دے۔ اس وقت وہ وقت وہ زمانہ میری نظروں میں پھر رہا ہے۔ جب گویا ہر دم نور ہی نور برستا رہتا تھا۔ ایک رحمتوں بھرا سکون دلوں کو [illegible] حاصل تھا۔ صبح و شام تازہ الہام اور بشارتیں کانوں میں پڑتیں، اور مسرت بخش غذا اسے روحانی بن جاتیں وہ روز و شب جنہوں نے دیکھے۔ گردشِ لیل و نہار بھی ان کو ان کے دلوں سے بھلا دینے پر قادر نہ ہو سکی۔

پھر دعا کریں اپنے موجودہ خلیفۃ المسیح الثالث کیلئے۔ کہ خدا تعالیٰ کا خاص فضل اور نصرت ان کے ہر قدم پہ ہر کام میں شامل حال رہے۔ ان کے دل و جان و دماغ زبان و قلم کو اپنی جانب سے آسمانی نور اور برکات عطا فرمائے۔ خدماتِ دین کی توفیق بیش از بیش عطا ہو۔ صحت والی لمبی عمر کے ساتھ ان کے کاموں میں زیادہ سے زیادہ برکتیں دے۔ ان کا عہد مبارک کر دے۔ ان پر ان کے رب کا سایہ رحمت رہے۔ اور وہ کریم و رحیم خدا ان کو جماعت کے لئے رحمت کا سایہ بنا دے۔ ان کو دعاؤں کی توفیق دے۔ اور ان کی دعاؤں کو خاص طور پر شرفِ قبولیت بخشتا رہے۔ وہ اپنے مصلح موعود و محترم باپ کے نقشِ قدم پہ چلنے والے بن کر ان کی زندہ تصویر بن جائیں اور تمام عالم کے لئے خداوند کریم کا ایک اعلیٰ انعام ثابت ہوں۔ آمین۔ نیز احمدیت کی ترقی کے لئے خصوصیت سے جماعت کی روحانی ترقیوں کے لئے دنیا کے ہر گوشہ بلکہ چپہ چپہ پر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے علم اور توحید کے پرچم کے بلند ہونے کے لئے دعا کریں۔ ساتھ ہی مبلغین کے لئے دعائیں کریں کہ خدا تعالیٰ صحت جسمانی و روحانی اور صدق و ثابت قدمی کے ساتھ ان کو خدمتِ دین کی توفیق عطا فرماتے اور ان کے کاموں کے بابرکت نتائج پیدا ہوں۔

اپنے لئے اپنی اولادوں اپنی نسلوں کے لئے دعا۔ دینی دنیوی روحانی جسمانی ہر خیر کی کریں۔ اسی طرح اس جلسے میں شامل ہونے والوں کے لئے اور جو نہیں آ سکے ان کے لئے۔ درویشوں اور ہندوستان کے تمام احمدیوں کے لئے۔ اور دور و نزدیک کے تمام احمدی بہن بھائیوں کے لئے دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ سب کو ہر شر سے محفوظ رکھے۔ اور ہر خیر بخشے۔ مرادیں بر آئیں۔ تمام تکالیف پریشانیاں ہر قسم کی دور ہوں۔ نیکی، تقویٰ، تعلق باللہ ہمیشہ کے لئے عطا ہو۔ کبھی زوال نہ آئے۔ انجام بخیر ہوں۔ نیک نسلیں چلیں۔ جو ذکر خیر اور بلندی درجات کی مغفرت کا موجب بنیں۔

نیز یہ دعا ہرگز نہ بھولیں عزت و وقار کے ساتھ واپسی خدا تعالیٰ دکھائے۔ اور وہ دن آئے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی امانتوں کو سب اہلِ خاندان (خاندان مسیح موعودؑ) اور اہل جماعت آپ کے جسد مبارک کی آرامگاہ کے قریب لوٹ کر اپنے فرض سے عہدہ برآ ہو کر دنیا و آخرت میں سرخرو ہوں۔ آمین۔

"مبارکہ"

صدر صاحبان متوجہ ہوں

جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کے صدر صاحبان، سیکرٹریان مال، سیکرٹریان تحریک جدید کی خدمت میں عرض ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے چندہ تحریک جدید کے وعدہ جات بھجوانے کی آخری تاریخ ۴ر فروری مقرر کی تھی۔ اکثر جماعتوں کی طرف سے چندہ تحریک جدید کے لئے وعدہ جات کی فہرستیں موصول ہو چکی ہیں۔ لیکن بعض ایسی جماعتیں بھی ہیں کہ جنکو بار بار بطور یاد دہانی کے خطوط تحریر کئے گئے۔ لیکن تا حال خاکسار کو وعدہ جات چندہ تحریک جدید موصول نہیں ہوئے۔ ایسی تمام جماعتیں متوجہ ہوں۔ اور خاص طور پر صدر صاحبان توجہ فرمائیں۔ کہ جلد از جلد فہرستیں مکمل کر کے سپرد ڈاک کر دیں۔ اللہ تعالیٰ تمام احباب جماعت کا حافظ و ناصر ہے۔ آمین۔ وکیل المال تحریک جدید قادیان

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے احسانات عظیمہ اور احمدی خواتین کی ذمہ داریاں

احمدی خواتین کے جلسہ سالانہ ربوہ ۱۹۶۵ء میں صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا

(خواتین سے خطاب)

یہ پہلا جلسہ ہے کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ سے خطاب نہیں کر سکی ہوں لیکن بعض ضروری باتیں کہنا چاہتی ہوں جو ٹیپ کے ذریعہ دور سے آپ تک پہنچاتی ہوں۔ امید ہے آپ توجہ سے سنیں گی اور ان پر عمل کریں گی۔ حضرت مصلح موعودؓ کے وصال کے بعد یہ پہلا جلسہ سالانہ ہو رہا ہے۔ مشتاق دیدار نظریں جو سارا سال اس انتظار میں گزارا کرتی تھیں کہ ہم جلسہ پہ جائیں گی تو اپنے آقا کا دیدار کریں گی اور پیاسے سیراب ہونگے۔ کاش مل جائیں گی۔ آج چاروں طرف دیکھتی ہیں اور اس پاک وجود کو نہیں پاتیں۔ یہ غم ایسا ہے جو بھلایا نہیں جا سکتا۔ وہ پاک وجود جو قربت اور قدرت و رحمت کا نشان وہ فضل و احسان کی کلید وہ حسن و احسان میں حضرت مسیح الموعودؑ کی نظیر وہ جس کے سر پر خدا کا سایہ تھا۔ مظہر الاول والآخر۔ مظہر الحق والعلاء۔ وہ اسیروں کا رستگار۔ ہاں وہ فضل عمر جس کے ذریعہ ہم نے خدا کو زندہ پایا اور اس کے نشانات کا مشاہدہ کیا۔ بیشک آج ہم میں موجود نہیں لیکن اس کی برکات آج بھی زندہ ہیں۔ اس کا لگایا ہوا پودا آج تناور درخت بن گیا ہے۔ میری بہنو! اس پاک وجود کے احسانات تو بیشمار ہیں لیکن طبقہ نسواں نے بے حساب آپ کی برکتوں اور آپ کی نوازشوں سے حصہ پایا۔ آپکی خلافت کا ایک ایک لمحہ اس کوشش میں گزرا ہے کہ عورتوں کی اصلاح ہو جائے۔ عورتیں ترقی کر جائیں۔ احمدی عورتیں دنیا کی کسی قوم کی عورتوں سے پیچھے نہ رہیں بلکہ دنیا کی دوسری عورتوں کی راہنما بنیں۔ آپ نے عورتوں کے حقوق کی حفاظت کی۔ عورتوں کو حقوق دلانے کیلئے ساری دنیا سے سینہ سپر ہوئے۔ انکی تربیت کیطرف توجہ فرمائی۔ انکی تنظیم فرمائی جسکے نتیجہ میں آج لجنہ اماء اللہ کا قیام سارے ملک میں ہو چکا ہے بلکہ ملک سے باہر بھی دنیا کے بڑے بڑے شہروں میں لجنات قائم ہیں۔ قوم کی بچیاں اور عورتیں اعلیٰ تعلیم حاصل کر چکی ہیں۔ جماعت میں اچھی اچھی تقریر کرنے والی اور لکھنے والی پیدا ہو چکی ہیں۔ عورتوں کے کئی مدارس اعلیٰ پیمانہ پر چل رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپکو الہاماً بتایا اگر جماعت میں پچاس فیصدی عورتوں کی اصلاح ہو جائے تو احمدیت کو ترقی حاصل ہو جائیگی اس لئے رات دن آپ کو ایک تڑپ تھی ایک لگن تھی ایک آگ لگی ہوئی تھی کہ عورتیں دینی دنیوی اور روحانی ہر لحاظ سے ترقی کریں تا ان کے گھروں سے پروان چڑھنے والی نسل احمدیت کی جاں نثار اور اسلام کی خاطر اپنا تن من دھن قربان کرنے والی ہو۔ اور یہ ہے بھی حقیقت کہ جبتک عورت خود تعلیم دین سے واقف نہ ہوگی خود احمدیت کی جاں نثار اور فدائی نہ ہوگی وہ اپنی اولاد کو دیندار نہیں بنا سکتی اور ان کے دل میں قربانی کا جذبہ پیدا نہیں کر سکتی۔ اللہ تعالیٰ کا آپ پر کتنا بڑا احسان ہے اور فضل ہے کہ اس نے اسلام کی آئندہ ترقی کو ہم ناقص العقل عورتوں کی ترقی کیساتھ وابستہ کر دیا ہے اور فضل عمرؓ کا ہم پر کتنا احسان ہے کہ آپ نے دن اور رات ہماری بہبودی میں خرچ کئے تا جلد سے جلد جماعت ترقی کرے تا جلد سے جلد احمدیت کو فتح حاصل ہو تا جلد سے جلد محمد رسول اللہؐ کا جھنڈا دنیا کے کونے کونے میں لہرائے اور محمد رسول اللہؐ کی حکومت تمام دنیا میں قائم ہو جائے۔ اے اللہ تو وہ دن جلد سے جلد لے آتا ہم آنکھوں سے اسلام کو تمام ادیان پر غالب دیکھ سکیں۔ آمین اللّٰھم آمین۔

لیکن جہاں اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعودؑ سے یہ وعدہ ہے کہ وہ آپ کی جماعت کو ساری دنیا پر غالب کریگا اور جہاں اللہ تعالیٰ کا حضرت فضل عمرؓ سے یہ وعدہ ہے کہ تیرے ماننے والے تیرے نہ ماننے والوں پر ہمیشہ غالب رہیں گے۔ ہاں ہم پر بھی یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ ہم کوشش اور قربانیوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کے دن کو قریب تر لانے والی ہوں۔ ہم اپنی آنکھوں سے اسلام کا غلبہ دیکھیں۔ ہم نے مصلح موعودؓ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے احسانات اور فضلوں کی بارش ہوتے دیکھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ۔ اگر میرے انعامات اور میرے احسانات کی تم لوگ قدر کرتے رہے تو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے انکو انعامات کا حقدار بنائے جاؤ گے لیکن ناقدری کرنے کی صورت میں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرتے بھی رہنا چاہیئے۔ سب سے بڑا انعام اللہ تعالیٰ نے ہماری جماعت کو خلافت کی صورت میں عطا فرمایا ہے لیکن یاد رکھنا چاہیئے یہ انعام بھی مشروط انعام ہے یعنی جبتک انعام خلافت کو جماعت حقدار سمجھتی رہیگی اسوقت تک یہ انعام ان کے اندر باقی رہیگا۔ سو میری بہنو تمہیں چاہیئے کہ اس انعام کو ہمیشہ کیلئے اپنے میں قائم رکھنے کیلئے مجدد و جہد کرو۔ تا اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنے فضل و برکات جس طرح پہلے نازل فرماتا رہا ہے اب بھی نازل فرماتے اور ہمیشہ ہی نازل فرماتا رہے کبھی ہم پر کوئی ایسا زمانہ اور وقت نہ آئے سبب ہماری کوتاہیوں یا غفلتوں کی وجہ سے ہم یا ہماری نسلیں خدانخواستہ عذاب الٰہی میں گرفتار ہوں۔ آپ کا اپنا تعلق خلافت کیساتھ مضبوط ہو۔ آپ کی نسلوں اور ان کی نسلوں کا تعلق بھی خلافت کیساتھ مضبوط اور محکم ہو۔ یہ کام مرد نہیں کر سکتے۔ یہ کام صرف عورتیں کر سکتی ہیں۔۔۔ مردوں کے میدان عمل کا حلقہ گھر سے باہر ہے۔ بچوں نے جو کچھ سیکھنا ہے آپ سے سیکھنا ہے۔ بس آپ کا کام ہے کہ اپنے بچوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت حضرت مسیح موعودؑ کی محبت اور آپ کے خلفاء کی محبت پیدا کریں۔ انہیں دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کی تعلیم دیں۔ انکے دلوں میں مقام خلافت کا اتنا احترام اور ادب اور اتنی محبت پیدا کر دیں کہ شیطان کسی دروازے کبھی داخل ہو کر ان کے ایمان میں خلل انداز نہ ہو سکے۔ وہ اپنے امام کی آواز پر لبیک کہنے والے ہوں اور جماعت کیلئے قربانیاں دینے والے ہوں۔ اپنی ضروریات اور اپنی خواہشات اور اپنے نفس پر جماعت کی ضرورت کو مقدم رکھنے والے ہوں۔ اے اللہ تو ہمیں توفیق عطا فرما کہ ہماری اگلی نسل ہم سے بھی زیادہ تیری خاطر قربانیاں کرنے والی ہو۔ ان میں تقویٰ ہو۔ وہ تیرا نام بلند کرنیوالی ہو۔ وہ تیری عظمت کا جھنڈا دنیا میں گاڑنے والی ہو اور ہمیشہ اس جھنڈے کی حفاظت کرنیوالی ہو۔ اے اللہ کبھی ایسا وقت نہ آئے کہ ہم یا ہماری اولادیں یا اولادوں کی اولادوں میں کسی سے بھی ایسی لغزش یا غفلت یا کوتاہی ہو جس سے اسلام کا جھنڈا سرنگوں ہو۔ وہ ہمیشہ ہی بلند رہے حتیٰ کہ محمد رسول اللہؐ کی بادشاہت سب بادشاہتوں پر غالب رہے۔ اور ساری دنیا حضرت مسیح الموعودؑ کی غلامی میں شامل ہو جائے۔

گذشتہ سال ۱۹۶۴ء کے جلسہ سالانہ میں اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق عطا فرمائی کہ میں احمدی مستورات کیطرف سے یہ تجویز رکھوں کہ مصلح الموعودؓ کے پچاس سالہ کامیاب دور خلافت کے پورا ہونے پر آپکے حضور بطور شکرانہ اللہ تعالیٰ کے حضور ایک مسجد پیش کریں۔ یہ تحریک بھی میں سمجھتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے میرے دل میں ڈالی گئی تھی۔ کیونکہ بغیر کسی ارادہ کے یک لخت یہ خیال میرے دل و دماغ پر چھا گیا اور میں نے مستورات کے سامنے تحریک رکھی۔ پھر اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار احسان ہے کہ اس نے شرف قبولیت بھی عطا فرمایا۔ مجھ ناچیز ہستی کی طرف سے پیش کردہ تحریک بارگاہ ایزدی میں قبول ہوئی۔ عورتوں کے دل اس طرف کھنچے چلے گئے۔ گزشتہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر جس طرح عورتوں نے اپنے زیور اور رقم مسجد کیلئے پیش کیں اس قربانی کو دیکھ کر بے اختیار سر آستانہ الوہیت پر جھک جاتا ہے اور دل بے اختیار آنحضرتؐ اور مسیح الموعودؑ پر درود بھیجنے لگتا ہے جن کے طفیل اتنی قربانی دینے والی مستورات اس زمانہ میں بھی موجود ہیں جو قرون اولیٰ کی مستورات کی نظیر پیش کرتی ہیں جن کی قربانیوں کو دیکھتے ہوئے ہم آنحضرتؐ کے زمانہ کی جھلک اپنی چشم بینا سے دیکھ سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس سے بھی زیادہ قربانیوں کا جذبہ آپ کے اندر پیدا کرے اور آپ کا نصب العین صرف اور صرف اسلام کی ترقی ہو۔ گو مسجد ابھی تعمیر نہیں ہوئی۔ گذشتہ ستمبر میں بنیاد رکھی جانی تھی لیکن۔۔۔۔۔۔ اب انشاء اللہ مارچ کے آخر میں بنیاد رکھی جانے کی تجویز ہے۔ انشاء اللہ العزیز۔

مسجد کی تعمیر کا اندازہ تین لاکھ روپئے ہے اسوقت دو لاکھ جمع ہو چکا ہے اور اس سال ہم نے ایک لاکھ اور جمع کرنا ہے مومن کا قدم کبھی پیچھے نہیں ہٹتا۔ ترقی یافتہ قومیں ہمیشہ حرکت میں رہتی ہیں۔ ان میں سکون بھی پیدا نہیں ہوتا اور پھر یہ مسجد تو آپ اپنے محبوب خلیفہ مصلح الموعود فضل عمرؓ کی یادگار میں قائم کر رہی ہیں۔ احمدیہ مسجد صرف عورتوں کے چندوں سے بنے گی۔ میری بہنو! اگر آپکے دلوں میں اب بھی اس مقدس و محبوب وجود سے جو آج ہماری ظاہری نظروں سے بے شک پوشیدہ ہو چکا ہے محبت ہے۔ اگر آج بھی آپ ان کی جاری کردہ تحریکات میں حصہ لینا باعث فخر سمجھتی ہیں تو انہیں اور پہلے سے بڑھ کر قربانیاں پیش کریں اپنی غفلتوں اور کوتاہیوں کو ترک کریں۔ اسلام کا جھنڈا دنیا میں گاڑنے کیلئے اپنی ہر عزیز چیز کو قربان کر دیں۔ اپنے اخراجات کو کم کریں سادگی اختیار کریں اپنی ضرورتوں سے روپیہ بچا کر سلسلہ کی ضروریات پر خرچ کریں۔ جن بہنوں نے ابھی تک اس مبارک تحریک میں حصہ نہیں لیا وہ اب اس میں شامل ہوں بلکہ کوشش کریں کہ جلسہ سالانہ سے واپس اپنے گھروں کو جانے سے قبل اس میں شامل ہو کر واپس جائیں۔ جو حصہ لے چکی ہیں وہ بھی کوشش کریں کہ مزید حصہ لیں۔ جنہوں نے وعدہ لکھوایا ہے لیکن ابھی تک پورا نہیں کیا وہ جلد از جلد ادائیگی کی کوشش کریں۔ ہر بہن دوسری بہن کو تحریک کرے تا جس تک یہ تحریک نہیں پہنچی وہ آگاہ ہو جائے اور ملک کی ایک احمدی عورت بھی ایسی نہ رہ جائے جس نے مسجد ڈنمارک کی تعمیر میں حصہ نہ لیا ہو۔ میری عزیز بہنو! ابھی تو یہ تیسری مسجد ہے جو آپکے چندوں سے تعمیر کی جائے گی۔ کیا صرف تین مسجدیں بنوا دینے سے ہمیں فراغت آ سکتی ہے یا ہمارا مقصد پورا ہو سکتا ہے۔ ہم نے ساری دنیا پر

اسلام کو پھیلانا ہے ہم نے یورپ اور امریکہ کے ہر شہر میں مسجدیں بنوانی ہیں تا دنیا کے کونہ کونہ سے اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی آواز بلند ہوتی رہے۔ تا دنیا کے کونے کونے سے رات اور دن آنحضرتؐ پر درود بھیجا جائے یہ سب کام آپ سے قربانی چاہتا ہے۔ اسلام کا زندہ ہونا منحصر ہے ہماری موتوں پر ہمارے مخالفین کی موت پر۔ جب تک آپ اپنے نفس پر موت وارد نہیں کر لیتیں اور سب کچھ اس کے حضور پیش نہیں کر دیتیں اس وقت تک مقصد حیات حاصل نہیں ہو سکتا۔ اور پھر یہ سب کچھ دیا ہوا بھی تو اسی کا ہے۔ آپ کے سامنے حضرت مصلح الموعودؓ کی زندگی کا نمونہ ہے کہ آپ نے اپنی ساری عمر۔ اپنی صحت۔ اپنی صلاحیتیں۔ اپنے اوقات صرف اور صرف اس کے لئے خرچ کئیں تا خدائے عز و جل کا نام دنیا میں بلند ہو تا خدا کی بھٹکی ہوئی مخلوق اپنے رب کو پہچانے اور آپ اس میں کامیاب رہے۔ آپ نے دنیا کو زندہ خدا دکھا دیا۔ آپ نے ان کا تعلق خدا تعالیٰ سے قائم کر کے دکھا دیا۔ اسلام کی تعلیم کے دو بڑے محور ہیں۔ حقوق اللہ و حقوق العباد۔ آپ کی ساری زندگی انہی دو باتوں کے گرد گھومتی رہی۔ جہاں ایک لگن یہ تھی کہ جماعت کے ہر مرد اور ہر عورت کا خدا تعالیٰ سے تعلق ہو جائے وہاں جماعت کے ہر فرد کی بہبودی بھی مد نظر تھی کہ وہ ہر لحاظ سے ترقی کرے۔ پھر عورتوں پر تو ان کے اس قدر احسانات ہیں جو گنائے بھی نہیں جا سکتے اب آپ کا فرض ہے کہ اپنی ذمہ واریوں کو سمجھیں۔ اپنی سستیوں اور غفلتوں کو چھوڑیں جس مقام تک حضرت مصلح الموعودؓ آپ کو لے جانا چاہتے تھے وہاں تک پہنچنے کی کوشش کریں۔ بے شک وہ آج ہم میں موجود نہیں لیکن ان کی روح آپ سے تبھی خوش ہو سکتی ہے جو آپ اپنی زندگی کے مقصد کو پہچانیں۔ آپ کا اللہ تعالیٰ سے تعلق ہو۔ خود دینی علم حاصل کریں تا اپنی اولادوں کی ایسی تربیت کر سکیں۔ کہ وہ جماعت کے جانباز سپاہی ثابت ہوں۔ خود سلسلہ کے کاموں میں حصہ لیں۔ جماعت کیلئے قربانیاں دیں۔ مذہبی احکام پر عمل کریں۔ آپ نمونہ ایسا پیش کریں۔ کہ دنیا آپ کی طرف کھنچے۔ اپنی اولادوں کو وقف کریں۔ ان کے دلوں میں دین اور سلسلہ کی محبت پیدا کریں۔ امام وقت ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کی اطاعت اور اس پر لبیک کہنا ہر عورت کا فرض ہے۔ آپ کا اور آپ کی اولادوں کا ایمان خلافت پر اس قدر مستحکم ہو کہ بڑے سے بڑا فتنہ اس کو متزلزل نہ کر سکے۔ مجھے لجنہ کی رپورٹوں میں اس قسم کی شکایتیں ملتی رہتی ہیں کہ آپس کے جھگڑوں کی وجہ سے عورتیں اجلاسوں میں نہیں آتیں۔ یا قومی کاموں میں حصہ نہیں لیتیں۔ کیا ابھی تک وقت نہیں آیا کہ خدا تعالیٰ کی خاطر اپنے ذاتی جھگڑے چھوڑ دیں۔ کیا ابھی تک وقت نہیں آیا کہ توحید کا علم بلند رکھنے کی خاطر ہم میں یکجہتی پیدا ہو۔ ہم ایک دوسرے کی عزت کریں۔ ایک دوسرے سے محبت اور شفقت سے پیش آئیں۔ آنحضرتؐ کے فرمان کے مطابق سچا مسلمان وہی ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ ہم بھی حقیقی مسلمان بنیں۔ ہم نے امام الزمان حضرت مسیح الموعودؑ کو مانا ہے۔ ہم نے ان کے خلفاء کے ہاتھ پر بیعت کی ہے بیعت کا کیا مطلب ہے؟ یہی کہ انسان خدا تعالیٰ کی خاطر اپنے نفس کو خدا تعالیٰ کی خاطر بیچ دے کہ آج سے میرا کچھ بھی نہیں سب کچھ اختیار آپ کا ہے۔ خدا تعالیٰ کی خاطر اب ہر کام میں آپ کی فرمانبرداری کریں گی۔ منہ سے تو ہم یہی کہتے ہیں مگر بہت سوں کا عمل اس پر نہیں۔ میری بہنو! احمدیت کی ترقی۔ اسلام کی ترقی عورتوں کی ترقی۔ لجنہ اماء اللہ کی ترقی اب آپ سے ایک عظیم الشان قربانی کا مطالبہ کر رہی ہے۔ جس عظیم الشان مقصد کو لے کر حضرت مسیح الموعودؑ آئے اور جس عظیم الشان مقصد کے لئے آپ کے خلفاء آخری سانس تک کام کرتے رہے۔ اسی کے لئے اب آپ نے قربانیاں دینی ہیں۔ اپنی غفلتوں کو چھوڑنا ہے۔ اپنی سستیوں کو ترک کرنا ہے اور چین نہیں لینا اس وقت تک جب تک کہ آپ۔ آپ کی اولاد۔ آپ کی عزت۔ آپ کا مال۔ آپ کا آرام سب خدا کے راستہ میں کام نہ آ جائے حضرت مصلح الموعودؓ کی روح اب بھی پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ سونے کا زمانہ گذر گیا اب بھی وقت ہے کہ کچھ کام کر لو۔ آنے والی نسلیں اس زمانہ کے لئے ترسیں گی۔ رکھیں گی کہ کاش وہ زمانہ ہمیں نصیب ہوتا۔ کاش ہم بھی ویسی ہی قربانیاں کرتے جو ہم سے پہلے عورتوں نے کیں۔ مگر جب احمدیت کا غلبہ ساری دنیا میں ہو چکا ہو گا تو اس وقت قربانیوں کا بھی مطالبہ نہیں ہو گا۔ مگر آپ جنہوں نے مصلح الموعودؓ کا زمانہ پایا۔ اور اب اللہ تعالیٰ نے پھر محض اپنے فضل اور رحم کے ساتھ آپ کو ایک ہاتھ پر جمع کر دیا۔ پھر قدرت ثانیہ کا ظہور آپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اللہ تعالیٰ کے احسانات پر احسانات دیکھے۔ نشانات پر نشانات دیکھے۔ فضل پر فضل پایا۔ آپ اگر اب بھی دین کی خاطر قربانیاں نہ کریں گی۔ اپنی ذمہ داریوں کو صحیح طور پر ادا نہیں کریں گی تو ڈر ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ پر ناراض نہ ہو۔ جتنا زیادہ کسی کو انعام ملتا ہے اتنی ہی زیادہ اس پر ذمہ داری بھی عائد ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی آنکھیں کھولے آپ کو توفیق عطا فرمائے۔ کہ اسلام کی زیادہ سے زیادہ خدمت کر سکیں۔ آمین۔

آخر میں میں اپنی تمام بہنوں کا جنہوں نے میرے غم میں میرے ساتھ ہمدردی اور محبت کا سلوک کیا۔ مجھے خود آ کر ملیں یا خطوط لکھے۔ تہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہوں۔ میرا دل آپ سب کی محبت سے پُر ہے۔ اور میں آپ سب کے لئے دعا کرتی ہوں اور کرتی رہوں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ مجھے آپ سب اپنی اولاد اور اپنے سب عزیزوں سے زیادہ پیارے ہیں۔ آپ کی خوشی میری خوشی ہے اور آپ کا دکھ میرا دکھ۔ یہ سبق بھی حضرت مصلح الموعودؓ کی محبت نے سکھایا ہے۔ آپ کو جماعت اپنی بیویوں۔ اپنے بچوں۔ اور عزیزوں سے بہت زیادہ پیاری تھی۔ آپ کسی احمدی کا غم نہ دیکھ سکتے تھے۔ راتوں کو اٹھ اٹھ کر آپ کے لئے دعائیں کرتے تھے۔ اسی مقدس تعلق کی وجہ سے آپ سے عاجزانہ درخواست کرتی ہوں کہ مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھے بے حساب بخشش دے۔ اور میری بقیہ زندگی اسلام کی خدمت اور بنی نوع انسان کی خدمت میں بسر ہو۔ مجھے اللہ تعالیٰ کی محبت نصیب ہو۔ اور جب خدا تعالیٰ کی طرف سے بلاوا آوے تو اس کے حضور میں سرخرو حاضر ہوں۔ اس کی رحمت اور مغفرت مجھے ڈھانپ لے۔ اب میں آپ سے رخصت ہوتی ہوں۔ آپ کو الوداع کہتی ہوں۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ آپ خیریت سے واپس جائیں خیریت سے رہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ اگلے جلسہ سالانہ پر آپ کو یہاں آنے اور ان برکات سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ جو کچھ آپ نے یہاں سے استفادہ کیا ہے اس سے جو بہنیں نہیں آ سکیں۔ ان سے ان کو فائدہ پہنچا سکیں۔ آپ ایک عظیم الشان تبدیلی یہاں سے پیدا کر کے جائیں۔ ایسی عظیم الشان تبدیلی جو احمدیت کے لئے ایک نئی صبح طلوع کرنے کا موجب ہو۔

اللہ تعالیٰ آپ کا حافظ و ناصر ہو۔ السلام علیکم

خاکسارہ

مریم صدیقہ

تبدیلی نام

مکرم سید محمد ولد مکرم کمی حسن صاحب ساکن الندور ضلع پالی گھاٹ (کیرالہ) بورڈ مدرسہ احمدیہ قادیان نے نظارت ہذا کو درخواست دی تھی کہ وہ اپنے نام میں لفظ فاروق کے ساتھ تبدیلی کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ نظارت تعلیم اپنے تعلیمی کاغذات میں ان کا نام سید محمد فاروق کا اندراج فرمائے۔ نظارت ہذا نے ان کی اس درخواست کو منظور کرتے ہوئے ضروری اندراجات کی تکمیل کر لی ہے اور درخواست کنندہ سے متعلق "تعلیمی کاغذات" میں سید محمد فاروق کا اندراج کر دیا ہے۔ متعلقہ احباب جماعت ہائے ہندوستان بھی اس تبدیلی نام کو بوقت ضرورت ملحوظ رکھیں۔

ناظر تعلیم قادیان۔ مورخہ ۵ فروری ۶۶ء

قسط ۱

"نزولِ مسیح" اور "ختمِ نبوت" کی حقیقت

صدق جدید میں شائع شدہ مضمون "نزولِ مسیح" پر ایک نظر

از مکرم مولانا محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی نائب ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

ذیل کا مضمون اخبار صدق جدید میں اشاعت کے لئے بھیجا گیا تھا مگر اس نے شائع نہیں کیا۔ بعد انتظار اسے بدر میں شائع کیا جا رہا ہے (محمد ابراہیم قادیانی)

مولانا دریا بادی صاحب کے ہفت روزہ صدق جدید مجریہ ۶ راگست ۱۹۶۵ء کے صفحہ ۶ پر "قادیانی اور بابِ کعبہ" کے زیر عنوان ایک مراسلہ شائع ہوا تھا۔ اس مراسلہ پر جناب مولوی محمد اسحاق صاحب ندوی استاد دار العلوم ندوۃ لکھنؤ نے زیر عنوان "نزول مسیح" کچھ تنقید فرمائی ہے لہٰذا ان دونوں فریقوں کے اظہار مدعا کے بعد ہمیں بھی یہ حق پہنچتا ہے کہ ہم قارئین کرام کے سامنے اس بارہ میں اصل حقیقت پیش کریں۔

اس وقت ہمارے سامنے تین فریق ہیں

(۱) ایک فریق کسی نبی کی آئندہ آمد کا قائل نہیں اور نہ اس کا منتظر ہے۔ اس کا عقیدہ ہے کہ مسیح علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ ان کی آمد کا خیال محال ہے یہ فریق آنحضرت صلعم کے بعد بابِ نبوت کو قطعی طور پر بند قرار دیتا ہے۔ مراسلہ نگار صاحب اس پہلے فریق سے تعلق رکھتے ہیں۔

(۲) دوسرا فریق حضرات علمائے کرام کا ہے علماء حضرات سابق مسیح نبی اللہ کی آمد کے منتظر ہیں۔ اور بابِ نبوت کو ایک لحاظ سے کھلا سمجھتے ہیں۔ اور ایک لحاظ سے بند۔ پرانے نبی کی آئندہ آمد کے تو منتظر ہیں مگر نئے نبی کی آمد کو محال قرار دیتے ہیں۔

(۳) تیسرا فریق جماعت احمدیہ ہے وہ مسیح کو وفات یافتہ قرار دیتی ہے اور امت محمدیہ میں سے مثیلِ مسیح کی آمد کی قائل ہے اور اسے نبی قرار دیتی ہے۔

مراسلہ نگار صاحب نے اپنے مراسلہ میں تحریر فرمایا تھا کہ قادیانی اور ان کے مخالف علماء دونوں اصولی طور پر نبوت کے متعلق ایک ہی عقیدہ رکھتے ہیں۔ اختلاف صرف شخصیت میں ہے دونوں کا عقیدہ ختم نبوت کے متعلق ہے قادیانی کہتے ہیں کہ عیسیٰ نبی اللہ تشریف لے آئے علماء کہتے ہیں کہ نہیں وہ ابھی نہیں آئے مگر آئیں گے ضرور دونوں میں اصولی طور پر کوئی فرق نہیں۔ لہٰذا دونوں کا استیصال ضروری ہے قادیانیوں سے قبل ان علماء حضرات سے توبہ کرانا ضروری ہے باب نبوت کو کھول لینے کے لئے خود انہوں نے بنیاد رکھی ہے۔ جناب ندوی صاحب نے ان دونوں باتوں کو غلط اور خلاف واقعہ بتایا ہے۔ چنانچہ پہلی بات کے سلسلہ میں فرمایا ہے

> "نزول مسیح کا عقیدہ قرآن کریم اور احادیث نبویہ اور اجماعِ امت سے ثابت ہے اس کا انکار کرنے کی کوئی گنجائش نہیں یہ اصول کہ چونکہ اس سے قادیانیوں کو سہارا ملتا ہے اس لئے اس کا انکار کر دیا جائے بالکل خلاف عقل و نقل ہے۔"

گویا مراسلہ نگار صاحب نے تو اپنے مراسلہ کی تان اس نقطہ پر توڑی تھی کہ چونکہ اس سے قادیانیوں کو سہارا ملتا ہے اس لئے سرے ہی سے نزول مسیح کا انکار کر دیا جائے۔ ان کی تائید میں انہوں نے علامہ رشید رضا مصری اور مولانا ابو الکلام آزاد اور علامہ اقبال کے نظریات کا سہارا لیا تھا مگر مولانا ندوی صاحب نے اسے صاف کر دیا اور نزول مسیح کے عقیدہ کو ناقابلِ انکار قرار دیا ہے لیکن اس سلسلہ میں جس مخمصہ سے بچنے کے لئے پہلے مراسلہ نگار صاحب نے انکار کی راہ نکالی تھی وہ مخمصہ جوں کا توں اپنی جگہ عقدۂ لاینحل بن کر قائم ہے۔

اس سلسلہ میں جناب ندوی صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے کے عقیدہ اور عقیدہ ختم نبوت میں عدم منافات کی ایک توضیح پیش کی ہے جو کہ اس فرسودہ خیال کا اعادہ ہے جو عام طور پر اس موقعہ پر حضرات علمائے کرام کی طرف سے بیان کیا جاتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:-

> "حضرت عیسیٰ یا کسی دوسرے نبی کا جنہیں منصب نبوت آنحضور کے زمانہ مبارک سے پہلے عطا فرما دیا گیا ہو دوبارہ آنا ہرگز نبوت کے منافی نہیں۔ کسی نئے نبی کی بعثت بےشک ختم نبوت کی منافی ہے۔"

مگر آنحضرت صلعم سے قبل والے نبی کے بارہ میں یہ تخصیص علماء کی اپنی اختراع ہے جو بلا دلیل ہے یہ تو جماعت احمدیہ کے قوی دلائل کے مقابلہ پر ڈوبتے کو تنکے کا سہارا ہے یہی وجہ ہے کہ اس بات کی کمزوری کو خود محترم مدیر صدق جدید نے بھی محسوس کیا ہے اور اُن کی اس عبارت پر حاشیہ میں اپنی طرف سے حسب ذیل نوٹ دیا ہے۔ "اسکی تصریح بھی ہونی چاہیئے۔ کہ یہ آمد ثانی آیا بطور نبی ہی ہو گی یا بطور امتی؟" (صدق ۱۷ ستمبر ۱۹۶۵ء)

سو سوال یہ ہے کہ آمدِ ثانی کے وقت مسیح ناصری کے اس منصب نبوت کا کیا بنے گا جس پر وہ پہلے فائز ہیں۔ آیا اُن کا یہ منصب قائم رہے گا یا ان سے چھین جائے گا اگر کہو کہ قائم رہے گا تو ختم نبوت کے منافی ٹھہرا اور اگر کہو کہ منصب نبوت ان سے چھین جائے گا تو یہ صریح غلط ہے کیونکہ مسلم کی حدیث میں آنے والے مسیح کو کئی بار صریح طور پر نبی اللہ کہہ کر پکارا گیا ہے پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرات علماء کرام کی یہ صریح غلطی ہے کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے قبل منصب نبوت پر فائز ہونے کی بلا وجہ تخصیص فرما رہے ہیں۔

جناب ندوی صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت پہلے ہی ہو چکی ہوئی ہے دوبارہ بعثت نہ ہو گی۔ یعنی ان کو ایک دفعہ نبی بنا کر مبعوث کیا جا چکا ہے دوبارہ صرف آمد ہو گی۔ دوبارہ آمد اور بعثت میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ دوبارہ آمد ختم نبوت کے منافی نہیں ہاں کسی نبی کی بعثت ختم نبوت کے منافی ہے اس پر امت کا اتفاق ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کی بعثت نہ ہو گی۔"

مگر افسوس ہے کہ جناب ندوی صاحب بعثت کا مفہوم سمجھنے سے قاصر رہے ہیں۔ کسی نبی کو کسی قوم کی طرف بھیجنے اور اس کی اصلاح کے لئے اسے کھڑا کرنے ہی کا نام بعثت ہے اور بقول جناب ندوی صاحب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کی اُمت کی اصلاح کے لئے کھڑا کیا جائے گا اور اس کی طرف بھیجا جائے گا یہی بعثت ہے۔ پس دوبارہ آمد اور بعثت میں کوئی فرق نہ رہا۔

قارئین کرام خود غور فرما سکتے ہیں کہ کسی چیز کا نام بدل دینے سے وہ چیز نہیں بدل سکتی حضرات علماء کرام کے نزدیک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ضرورتِ نبوت مسلّم ہے جس کے لئے ان کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ آمد ہو گی اور جماعت احمدیہ کے نزدیک اس مسلّمہ کام اور ضرورت کو پورا کرنے کے لئے اسی امت کا ایک کامل فرد آنے والا تھا جو آچکا ہے پس اگر کسی نئے نبی کی آمد ختم نبوت کے منافی ہے تو پرانے نبی کی آمد بھی یقیناً اس سے بڑھ کر ختم نبوت کے منافی ہے۔ اور یہی مراسلہ نگار کا حضرات علماء کرام پر اعتراض تھا۔ جو اپنی جگہ قائم ہے اور جسے جناب ندوی صاحب نے جوں کا توں چھوڑ دیا ہے۔ مراسلہ نگار صاحب کی یہ بات بالکل واضح تھی کہ ضرورت نبوت کے متعلق دونوں فریق اصولی طور پر متفق ہیں صرف شخصیت کے تعین کا فرق ہے علماء حضرات بھی کہتے ہیں کہ ایک مسیح نبی اللہ نے آنا ہے۔ اور احمدیہ جماعت بھی کہتی ہے کہ ایک مسیح نبی اللہ نے آنا تھا سو وہ آ گیا ہے۔ اختلاف صرف شخصیت کے بارہ میں ہے۔ دونوں فریق ضرورت [illegible] اور موعود کی نبوت کے قائل ہیں۔ مگر ندوی صاحب اسے تسلیم نہیں فرماتے انہوں نے یہ تسلیم کرتے ہوئے بھی کہ مرزا صاحب کو نبی اور مثیل مسیح قرار دیا جاتا ہے۔ اور مسلمان حقیقی عیسیٰ نبی اللہ کی آمد کا یقین رکھتے ہیں۔ یہ ارشاد فرمایا ہے کہ دوسری بات بھی مراسلہ نگار صاحب نے خلاف واقعہ تحریر کی ہے اور یہ کہ قادیانیوں اور مسلمانوں میں شخصیت کے بارہ میں اختلاف نہیں۔ اتنی موٹی سی بات جناب ندوی صاحب کی سمجھ میں نہیں آرہی۔ اور آپ فرما رہے ہیں کہ تعین کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ بلکہ اختلاف اس میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود تشریف لائیں گے یا ان کے مثیل "یہی بات تو مراسلہ نگار صاحب کی طرف سے پیش کی گئی تھی۔ اور جناب ندوی صاحب انجان بنتے ہوئے یہ سمجھ رہے ہیں کہ گویا وہ اپنی طرف سے مراسلہ نگار صاحب کی تردید فرما رہے ہیں۔ حالانکہ ایسا نہیں۔

بہر حال حضرات علماء کرام کو یہ تو مسلم ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد نبی کی ضرورت ہے اس میں ان کو کوئی شک و شبہ نہیں اور اس کے ساتھ انہیں یہ بھی مسلم ہے کہ آنے والا موعود نبی اللہ ہے۔ پس طلب امر صرف اس قدر باقی تھا کہ آنے والا کوئی سابق نبی ہے یا کوئی نیا نبی۔ مراسلہ نگار صاحب کے نزدیک دونوں فریق کا عقیدہ بہر صورت ختم نبوت کے منافی ہے اور اس پر یہ نتیجہ نکالا ہے کہ اگر تا دیانیوں کو ختم نبوت کا منکر قرار دے کر ان سے توبہ کرانے کی ضرورت ہے تو حضرات علماء کرام کے لئے توبہ کیوں لازم اور ضروری نہیں۔ بلکہ اس عقیدہ کا بانی مبانی ہونے کی وجہ سے تو ان کے لئے بدرجہ اولیٰ ضروری ہے۔

نزولِ مسیح کے بارہ میں حضرات علماء کرام و جماعت احمدیہ میں نظریاتی فرق ہے پہلے مراسلہ نگار صاحب نے تو سرے ہی سے نزولِ مسیح کے عقیدہ سے انکار کر دیا ہے مگر جناب ندوی صاحب فرماتے ہیں کہ اس عقیدہ سے انکار کی گنجائش نہیں مگر جس رنگ میں وہ خود نزولِ مسیح کا نظریہ پیش فرماتے ہیں۔ وہ نہایت ہی خطرناک ہے۔ کیونکہ اس نظریہ کی تہ میں حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ کام کر رہا ہے اور یہ وہ خطرناک عقیدہ ہے جس سے اسلام کی جڑوں پر تبر چلایا جا رہا ہے۔ اور مسیحیت کے ہاتھ مضبوط کئے جا رہے ہیں۔

جناب ندوی صاحب کا یہ ارشاد کہ نزول عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ قرآن مجید، احادیث نبویہ اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ بلا دلیل ہے۔ مولانا صاحب نے اس کے لئے کوئی ثبوت پیش نہیں فرمایا۔ قرآن کریم نے تو قد خلت من قبلہ الرسل افائن مات او قتل فرما کر ان کی وفات بیان کر دی ہے۔ اور آنحضرت صلعم نے یہ فرما کر کہ عیسیٰ علیہ السلام کی عمر ۱۲۵ سال کی ہوئی ہے۔ اور یہ کہ اگر موسیٰ اور عیسیٰ زندہ ہوتے تو میری پیروی کرتے اس کی تصدیق فرما دی ہے۔ اور حضرات صحابہ کرام کا وفاتِ مسیح پر اجماع حضرت ابو بکر رض کے اس خطبہ سے ظاہر ہے کہ جو انہوں نے آنحضرت صلعم کی وفات پر حضرت عمر رض کے خیال کی تردید میں فرمایا تھا۔ اسی موقعہ پر حضرت ابو بکر رض نے یہی آیت قد خلت من قبلہ الرسل پڑھ کر آنحضرت صلعم سے قبل کے سب نبیوں کی وفات بتا کر یہ ثابت کیا تھا کہ اسی نبی کی بھی وفات اسی طرح ضروری تھی جس طرح پہلے انبیاء کی۔ جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی ہیں خود حضرت مسیح علیہ السلام کی زبانی بھی خدا تعالیٰ نے ان کی وفات کا ذکر فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم کی آیت میں کر دیا ہے۔ حضرت مسیح کو اس امر کا اقرار ہے کہ ان کی وفات پہلے ہوئی ہے۔ اور ان کی قوم مشرک ہی بعد میں مبتلا ہوئی ہے۔ اور وہ ان کے شرک سے ناواقف ہوں۔

توفی کے متعلق حضرت مرزا صاحب علیہ السلام نے حضرات علماء کرام کو یہ چیلنج دے کر ہمیشہ کے لئے خاموش کرا دیا کہ اگر کوئی زبان عرب سے اللہ فاعل اور ذی روح مفعول ہونے کی صورت میں باب تفعل میں اس کے معنی کا استعمال قبض روح کے سوا کوئی اور دکھا دے تو اسے ایک ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا (ازالہ اوہام)۔ اس چیلنج کے سامنے حضرات علماء کرام آج تک دم نہ مار سکے۔ اور اس کی کوئی ایک مثال بھی پیش کرنے سے قاصر رہے۔ بلکہ اب تو علماء مصر نے اس کے سامنے ہتھیار ڈالتے ہوئے قرآن کریم سے وفاتِ مسیح کا اعلان کر کے تائیدِ حیاتِ مسیح کا منہ بند کر دیا ہے۔ (باقی)

چاند سے کرۂ ارض کا نظارہ

چاند پر روس کے خلائی جہاز لونا ۹ کے بحفاظت اتر پڑنے سے کائناتی پرواز کی ترقی میں ایک نئے دور کا آغاز ہوتا ہے قدرت کے رازہائے سربستہ کا انکشاف کرنے کے لئے انسان کی کوشش اور جدوجہد کی تاریخ میں یہ ایک اہم واقعہ ہے چاند پر پہنچنا حاصل ہونا سائنس کی ترقی کا اہم ترین مرحلہ ہے علم نجوم کے ماہروں نے کرۂ ارض پر رہتے ہوئے چاند کے بارے میں بہت کچھ معلومات حاصل کر لی ہیں لیکن چاند پر جو چیزیں پائی جاتی ہیں ان کی ہیئت ترکیبی کے بارے میں دوربینوں کی مدد سے واقفیت حاصل کرنا بہت دشوار ہے۔ تاہم بعض ایسے طریقے موجود ہیں جن کی مدد سے چاند کی سطح پر پائے جانے والے مادہ کی ہیئت ترکیبی کے بارے میں کچھ نتائج اخذ کرنا ممکن ہے۔ اس غرض سے خارکوف یونیورسٹی کی فلکیاتی رصدگاہ سے بعض تصاویر حاصل کی گئی ہیں۔ سورج کے مختلف بلندیوں پر پہنچنے پر چاند کے مختلف حصوں میں روشنی میں جو کمی بیشی ہوتی ہے اس کی پیمائش کی گئی ہے اور اس کی مدد سے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ چاند کی سطح پر جو چٹانیں ہیں۔ وہ انتہائی مسام دار ہیں۔ پہاڑوں کی چوٹیوں، ڈھلانوں اور دامن میں سطح پر جو مادہ پایا جاتا ہے وہ ہیئت ترکیبی کے اعتبار سے یکساں ہے اسفنج کی مانند مسام دار یہ بالائی سطح غالباً نصف میٹر سے زیادہ گہری نہیں ہے نور پیما آلات کے ذریعہ مشاہدات سے جو نتیجے اخذ کئے گئے ہیں ان کی ریڈیائی طریقوں سے چاند کے مطالعہ سے توثیق ہو چکی ہے مگر ان طریقوں سے جو مواد حاصل ہوا ہے وہ کافی نہیں ہے اور اس کے ذریعہ اس بارے میں کوئی قطعی فیصلہ کرنا مشکل ہے کہ چاند کی سطح کس قدر ٹھوس ہے اور وہ ٹکٹے بغیر کس قدر وزن سنبھال سکتی ہے

چاند کی سطح کی نوعیت بر داشت کیمیائی ساخت، درجۂ حرارت اور دیگر امور کے بارے میں صرف اسی وقت قطعی رائے قائم کی جا سکتی ہے جبکہ چاند کے بہت ہی قریب پرواز کرنے والے خلائی جہازوں کے ذریعہ پیش کیا جانے والا مشاہدہ موصول ہو۔ یا خلائی جہازوں کی تجربہ گاہیں چاند کی سطح پر صحیح وسالم اتار دی جائیں ایسی تجربہ گاہیں چاند کی زمین کی طبعی خصوصیات اور فضا کے بارے میں صحیح مواد حاصل کر سکیں گی اور ان کو ریڈیو کے ذریعہ زمین پر بھیج سکیں گی۔

چاند کی طرف انسان کی پرواز

اس طرح جو معلومات حاصل ہوں گی وہ چاند کی طرف انسان کی پرواز کی صورت میں خلاء کو فتح کرنے کے لئے ایک اہم قدم اٹھانے میں مدد دیں گی سوال یہ ہے کہ جو خلاباز کامیابی سے چاند پر اترے گا اس کو کن حالات سے دوچار ہونا پڑے گا؟

خلاباز لیونوف وہ بہادر روسی خلاباز ہے جس نے ساری دنیا میں پہلی مرتبہ یہ ثابت کیا کہ انسان خلاء میں بھی کام کر سکتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ چاند کی زمین پر اتر سکتا ہے چاند پر فضا اتنی ہی لطیف ہے جتنی کہ خلاء میں۔

انسان کو چاند پر ایک خلاف معمول منظر نظر آئے گا۔ فضا میں دھوپ کی چمک کے باعث جو نیلگوں پس منظر پیدا ہوتا ہے اس کی عدم موجودگی کی وجہ سے آسمان بالکل صاف دکھائی دے گا۔ چاند پر دھوپ انتہائی چکاچوند کرنے والی ہوتی ہے۔ سورج کا مرکزی حصہ اور اندرونی حصہ بھی بہت چمکدار ہوتا ہے۔ اس مرکزی حصہ کا بیرونی رُخ زمین سے صرف سورج گرہن کے موقعہ پر دکھائی دیتا ہے۔ اندرونی حصہ کو صرف خاص آلات کے ذریعہ دیکھا جا سکتا ہے۔

چاند سے اگر ستاروں کو دیکھا جائے تو دن کے وقت ایسا معلوم ہوگا جیسے آسمان پر ٹانک دیئے گئے ہیں۔ وہ جگمگ کرتے ہوئے دکھائی نہیں دیں گے۔ زمین سے ستارے جگمگ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ کیونکہ زمین پر سے گذرنے والی ہوائی لہروں کے باعث نور کے انعکاس میں تبدیلیاں پیدا ہوتی رہتی ہیں۔ چاند سے اگر زمین کو دیکھا جائے تو زمین ایک مدھم نیلگوں گول نظر آئے گی چاند ہمارے آسمان پر جتنی جگہ گھیر لیتا ہے اس کے مقابلہ میں یہ گول ماہتابی آسمان کے ۱۲½ گنا بڑے حصہ پر محیط دکھائی دے گا۔ اور کسی مدار کے بغیر ہی یہ دیکھنا ممکن ہوگا کہ زمین کس طرح گردش کر رہی ہے اور زمین کے بعض حصے بادلوں کی آڑ میں کس طرح چھپ جاتے ہیں۔ سمندر اور براعظم بھی آسانی سے دیکھے جا سکیں گے۔

ماہتابی آسمان پر سورج ستاروں کے درمیان سے آہستہ آہستہ گذرتا دکھائی دے گا۔ سورج قریباً پندرہ دنوں پر افق پر دکھائی دیتا رہے گا اور پھر اتنی ہی مدت کے لئے غائب ہو جائے گا۔

(باقی کالم نمبر ۲ کے نیچے)

چاند کی سطح پر نقل و حرکت

چاند کی سطح پر چلنا پھرنا بالکل ممکن رہے گا۔ یہ صحیح ہے کہ غاروں، کھردری سطح اور نشیب و فراز کے باعث نقل و حرکت میں بعض دشواریاں پیش آئیں گی۔ لیکن جدید ٹیکنیکل ترقی کے ذریعہ ان مسائل کو حل کیا جا سکتا ہے۔ ماہتابی خلائی جہازوں پر اور ان لوگوں کے ساتھ جن کو بستیاں بسانے کے لئے چاند پر بھیجا جائے گا ضروری آلات رصدگاہیں وغیرہ بھی موجود رہیں گے

وہ وقت آئے گا جب چاند پر نظام شمسی کی فلکیاتی رصدگاہیں اور تجربہ گاہیں قائم کی جائیں گی جن کے ذریعہ چاند کی سطح اور اندرونی حصوں کے بارے میں تحقیق کی جائے گی۔ ارضی طبعیات کے ماہر اس قابل ہو جائیں گے کہ دنیا کے مختلف حصوں کے لئے موسمی پیشگوئی کریں۔ اور فضائی موسم میں جو خطرناک تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔ ان سے آبادی کو قبل از وقت واقف کراتے رہیں۔

چاند پر کھڑے ہو کر کسی آلے کی مدد سے یہ دیکھنا بھی ممکن ہو گا کہ بھونچال کس طرح پیدا ہوتے ہیں ان کی سمت اور طاقت کا اندازہ لگانا بھی ممکن ہو گا۔ چاند پر آتش فشاں پہاڑوں اور زلزلوں کی حالت کا مطالعہ کرنے سے طبقات الارض کے ماہرین کو یقیناً دلچسپی ہو گی کرۂ ارض کی سطح پر اور اندرونی حصہ میں جو کیفیت پیدا ہوتی رہتی ہے اس کا اندازہ اور یقین کرنے میں انہیں مدد ملے گی۔ (ماخوذ)

اخبار و آراء

آراء

(سنت ہمان ماسٹر تارا سنگھ جی کے خیالات)

"اور زیادہ دور نہ دھکیلو"

اس بات کا اب تو سب یقین ہوگیا ہے کہ پنجابی صوبہ بنانے سے انکار صرف اس واسطے کی جارہی ہے کہ سکھوں پر بھروسہ نہیں ہے۔ یہ بات اتنی صاف ہوگئی ہے کہ پنجابی صوبہ کے مخالف ہندوؤں کی طرف سے دی گئی دلائل میں سب سے زیادہ زور ان دلائل پر دیا جارہا ہے جو سکھوں کو بے بھروسگی کا اقبال کیا جارہا ہے

حالات ویسے ہی ہو رہے ہیں۔ جیسے انگریزی سرکار سے آزادی لینے کے دوران میں ہو رہے تھے۔ کانگرس نے پہلے یہ مطالبہ کیا تھا کہ ہندوستان کو نوآبادیات جیسی حکومت دی جائے اُس وقت یہ مطالبہ ہی بغاوت سمجھا جاتا تھا اس کو نہ مانا گیا۔ ایجی ٹیشن کے زور پکڑنے پر منٹو مارلے ریفارم دی گئیں۔ ان سے تسلی نہ ہونے پر مطالبہ آگے بڑھا اور سوراج کا مطالبہ ہوا۔ یہ نہ مانا گیا تو مکمل آزادی کا مطالبہ ہوا اس پر بہت ایجی ٹیشن ہوئی اور سرکار کی طرف سے سختی بھی بہت ہوئی۔ اسی دوران میں جنگ شروع ہوگئی۔ اُس وقت [illegible] ہندوستان چھوڑ جاؤ کا نعرہ لگا۔ اس وقت کئی اطراف سے کئی اقسام کی ایجی ٹیشن ہوئی اور دنیا کے حالات پر اثر ڈالا اور انگریز کو ہندوستان چھوڑ کر جانا پڑا۔

اب ہم نے پنجابی صوبہ مانگا اور ہمیں ریجنل فارمولا [illegible] اس سے تسلی نہ ہوئی اور پنجابی صوبہ کا مطالبہ دہرایا گیا۔ بہت ایجی ٹیشن اور سختی ہوئی۔ لیکن پنجابی صوبہ کا مطالبہ نہ مانا گیا۔ جیسے انگریز کے وقت جوں جوں جائز مطالبہ کو کچلا جاتا تھا۔ توں توں ہی [illegible] بڑھتا جاتا تھا۔ ویسے ہی اب بھی جوں جوں مطالبہ [illegible] کو دبانے کے لئے سختی کی جائے گی۔ توں توں ہی مطالبہ بڑھتا جائے گا۔ ہم ہندوستان سے علیحدہ نہیں ہونا چاہتے۔ اور نہ ہندوؤں سے ہی مکمل طور پر ہم علیحدہ ہونا چاہتے ہیں یا ہو ہی سکتے ہیں۔ ہندوؤں کے ساتھ ہماری کلچرل اور سوشل سانجھ اتنی گہری ہے کہ یہ گہرے تعلقات ٹوٹ نہیں سکتے۔ لیکن ہم ہندوؤں کے زیر نہیں رہنا چاہتے اور نہ اُن کے زیر رہ کر ہم بچ ہی سکتے

ہیں۔ اب پوزیشن یہ ہو رہی ہے کہ یو۔ پی میں جو لوگ اچھوتوں میں سے سکھ بنے تھے وہ تقریباً سب ہو بہو ہندو ازم میں چلے گئے ہیں۔ ان کی تعداد کوئی دو لاکھ کے قریب تھی۔ یہ سمجھ لینا چاہئے کہ سوشل پوزیشن (جس میں پولیٹیکل پوزیشن کا سب سے زیادہ اثر ہے) کے گر جانے سے کوئی مذہب قائم نہیں رہ سکتا۔ بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ سکھ پنتھ تو کسی دوسرے کے راج میں قائم ہی نہیں رہ سکتا مغل کے وقت سکھ باغی ہی رہے۔ انگریز کے وقت بھی سکھوں کا کوئی نہ کوئی حصہ بغاوت کرتا ہی رہتا تھا۔ کبھی بھگت مہاراج سنگھ نے بغاوت کی کبھی بابا رام سنگھ جی نے کوکا لہر چلا کر بغاوت کی کبھی کینیڈا کے سکھوں نے غدر پارٹی بنا کر اور واپس آکر بغاوت کرنے کی کوشش کی۔ کبھی اکالی پیدا ہوگئے کبھی ببر اکالی نکل پڑے۔ سکھ ڈسپلنٹ ہی ایسی ہے کہ یہ غلامی میں رہ نہیں سکتے۔

ایک یہ بات بھی قابل غور ہے کہ انگریز کے وقت سکھ تبت تو ہو سکتا تھا لیکن انگریز تو نہیں بن سکتا تھا۔ اور تبت ہو جانے کے باوجود غلام ہی رہتا تھا۔ اب تو سکھ تبت ہو کر ہندو بن جاتا ہے۔ اور اس طرح محکوم قوم سے نکل کر حاکم قوم میں جا شامل ہوتا ہے۔ جب صرف کیش داڑھی منڈوا لینے سے محکوم سے حاکم بن جانا ہو تو کتنی مدت تک یہ داڑھی کیش رہیں گے؟ موجودہ پوزیشن میں تو خالصہ پنتھ اور سکھ دھرم زیادہ دیر تک زندہ نہیں رہ سکتے۔ اس واسطے یہ آزادی کی جدوجہد ہماری دھرم رکھشا کی جدوجہد ہے۔ سردار [illegible] سنگھ جی نے اپنے لدھیانہ اکالی کانفرنس کے پردھانگی ایڈریس میں یہی بات کہی تھی۔ کہ یہ ہماری جدوجہد اصل میں سکھ دھرم کو قائم رکھنے کے لئے ہے۔ اس وقت میرے اور اُن کے خیالات ایک ہی تھے ہاں یہ ٹھیک ہے کہ ہمارا اُس وقت مطالبہ درمیانہ پنجابی صوبہ بنانے کا تھا۔ گو نشانہ پنتھ کی آزادی ہی تھی۔ اب جیسے کانگرس سرکار اور ہندوؤں کی طرف سے مخالفت بڑھتی گئی۔ ویسے ہی ہمارا مطالبہ بھی آگے بڑھا ہے۔ جیسے انگریز کی مخالفت کے ساتھ کانگرس کا مطالبہ بڑھتا جاتا تھا۔ سب دلائل مفصل یہاں تک لکھنے سے مضمون لمبا ہو جانے کا ڈر ہے۔ آج میں صرف یہی کہتا ہوں کہ ہندوؤں کی مخالفت نے مجھے یقین کروا دیا ہے کہ جب تک ہمارے حقوق کا تحفظ نہ ہو ہمارا پنجابی صوبہ یعنی سکھ بھجارٹی کا پنجابی صوبہ بھی پھیکا اور بے جان ہوگا۔ ہم ایسی پوزیشن چاہتے ہیں۔ کہ اگر دیش کے اندر ہمارے ساتھ برابری اور عزت کا سلوک ہو تو ہم اس بڑے دیش کا ہی حصہ رہیں۔ لیکن یہ فیصلہ ہمارے اپنے ہاتھ ہو۔ اگر یہ حق ہمارے ہاتھ میں ہو تو یقیناً ہمارے ساتھ کسی قسم کا امتیازی سلوک ہوگا ہی نہیں۔ بعض کمزور دل اصحاب کہتے ہیں کہ ایسا حق لینا مشکل ہے اور ایسا مطالبہ کرنا ہمارے لئے خطرناک ہے، یہ ٹھیک ہے۔ لیکن موجودہ حالت میں تو ہم ختم ہی ہیں۔ موجودہ حالت میں تو موت یقینی ہے یقینی موت کے مقابلہ پر تحقیق خطرہ کا سامنا کرنے سے جھجکنا بزدلی اور بیوقوفی ہے۔ سری گورو گوبند سنگھ جی کے سکھو۔ اُن کے نقش قدم پر چلو۔ مریں گے تو گورو گوبند سنگھ جی کے سکھوں کی طرح تھا۔ جیئیں گے تو سکھوں کی طرح۔ نہ بزدلوں کی موت مریں گے اور نہ بزدلوں کی زندگی جئیں گے۔ دیکھو دنیا کے حالات اور ان حالات کا فائدہ اٹھاؤ۔ مجھے تو بہت کچھ تبدیلی ہوتی نظر آتی ہے اور یہ موقعہ ہاتھ سے نہ جانے دو

"[illegible]"

ہندو بھائیوں سے میں کہوں گا کہ اب ہمیں زیادہ دور تک دھکیلنا چھوڑ دو۔ اب جو تم ہمارے دھرم کے اصولوں اور ہمارے گوروؤں پر حملہ کر رہے ہو یہ فضا کو زیادہ خراب کر رہا ہے۔ مت سمجھو کہ اب ہم آپ کے پھندے سے نکل نہیں سکیں گے۔ ہم مسلمانوں سے برسوں لڑے۔ کیونکہ وہ ہم پر حکومت کرنا چاہتے تھے جو کوئی ہم پر حکومت کرنے کی کوشش کریگا وہ منہ کی کھائے گا۔ گو ہم تعداد میں تھوڑے ہیں لیکن ہمارے ہی گورو گوبند سنگھ جی کی بخشی سنتر دھا اور سپرٹ موجود ہے۔ ہم آپ کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں۔ آپ ہمیں اور زیادہ دور نہ دھکیلو۔

(پربھات جالندھر یکم فروری ۱۹۶۲ء)

۲۵ ارب کا قرضہ

سابق وزیر مالیات مسٹر مہابیر تیاگی نے سانگرس سیشن میں مسئلہ خوراک پر بحث کرتے ہوئے کہا کہ ہندوستان ۲۵ ارب روپے کا مقروض ہے اور قرضہ کی یہ رقم ہر ہندوستانی مرد، عورت اور بچہ پر ۸۵ روپے فی نفر پڑتی ہے۔ آپ نے کہا جتنا چاہیں خرچ کریں لیکن یہ سمجھ لیں کہ آپ کو اصل کے ساتھ سود بھی ادا کرنا ہوگا تب آپ اس طرح رہیں گے جس طرح آج خوراک کے مسئلہ پر رو رہے ہیں! شاید مسٹر تیاگی کو معلوم ہوگا کہ حکومت کا احساس ان کے احساس سے کم نہیں ہے

حکومت نے کس بل بوتے پر یہ قرض لیا ہوگا اس قرضہ میں سب سے بڑی رقم امریکہ کی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ قرضہ وصول کرنے میں لچک پیدا کرنے اور ادائیگی کو۔ تمام پلانوں کی تکمیل پر منحصر کر دے ہم نے حکومت کو قرضہ کی طرف سے غیر مطمئن نہیں پایا۔ جب تک بنیاد مضبوط نہ ہو۔ حکومت قرضہ لینے کی جرأت نہیں کر سکتی۔

ہندوستان کیلئے غذائی امداد

دنیا کے سربراہوں نے ہندوستان کی غذائی صورتِ حال سے بے چین ہو کر ہندوستان کے لئے امداد کی اپیل کی ہے۔ پاپائے اعظم بھی اپیل کر چکے ہیں۔ اب متحدہ اقوام کے سیکرٹری جنرل نے بھی دنیا سے امداد کی اپیل کی ہے۔ برطانیہ اور امریکہ بھی غذائی صورتِ حال سے بے چین ہیں۔ گویا امید ہو گئی ہے کہ دنیا ہندوستان کو غذائی بحران میں مبتلا نہ رکھے گی لیکن اسی کے ساتھ ہندوستان کے وقار کا سوال بھی ہے۔ لوگ غلط نہیں کہتے کہ بھوکے ملک کا کوئی وقار نہیں۔ اگر ہم نے اناج کی قلت پر قابو نہ پایا اور باہر کی دنیا کی طرف دیکھتے رہے تو ہمیں اس کے لئے وقار کا سودا کرنا پڑے گا۔ ہم اپنی سقیم حالت دکھا کر دنیا کے جذبہ رحم کو بیدار کر سکتے ہیں مگر اپنا وزن قائم نہیں رکھ سکتے۔ حکومت عوام کو غذائی مشکلات سے بچانے کے لئے اپنے وقار کا بھی خیال نہیں رکھتی لیکن ہمیں اس کی یہ ادا بھی پسند نہیں۔ اگر اس نے دوسروں سے امداد نہ لی تو ہم سچا سے کو سنے پر آمادہ ہو جائیں گے، جان کھپون کو ہر طرف سے اندیشہ ہے۔

(الجمعیتہ دہلی ۱۴/۲/۶۲)

دعائے مغفرت

افسوس ہے کہ مورخہ ۲/۲/۶۲ کو دن کے پانچ بجے ہماری والدہ صاحبہ کا انتقال ہوگیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ محترمہ والدہ صاحبہ بہت سادی نیک اوصاف کی مالکہ تھیں۔ اُن کی وفات پر ہم والدین کی شفقت سے محروم ہو گئے ہیں جس کی وجہ سے ہمارے دل سخت غمگین ہیں۔ احباب کرام دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ محترمہ والدہ صاحبہ کو جنت میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا فرمادے اور ہمیں جو تین لڑکے اور دو لڑکیاں چھوڑ گئی ہیں اللہ تعالیٰ ہمارا حامی و ناصر ہو اور ہمیں ہر فتنہ سے بچائے۔ آمین۔

طالب دعا

خاکسار محمود صدیقی سیکرٹری مال جماعت احمدیہ کڈاپا اڑیسہ

وصایا

وصایا منظوری سے پہلے اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو تو اسبارہ میں مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ کو اطلاع دے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

وصیت نمبر ۱۳۵۴۲ - میں محمد کریم اللہ نوجوان ولد محمد عزیز اللہ قوم احمدی پیشہ صحافت عمر ۳۱ سال تاریخ بیعت ۱۹۵۲ء ساکن مدراس ضلع مدراس صوبہ مدراس بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۰-۴-۶۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائداد اس وقت کوئی نہیں ہے۔ میں صحافت پیشہ ہوں جس سے مجھے اندازاً -/۱۲۰ روپیہ ماہوار آمد ہو جاتی ہے۔ میں اپنی آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میری وفات کے وقت جو جائداد ثابت ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

العبد محمد کریم اللہ نوجوان موصی ۲۰-۴-۶۵۔

گواہ شد بابو محمد رفیق صاحب ولد حاجی محمد ابراہیم صاحب کا پیوری حال ساکن مدراس ۔ پیدو بالی سٹریٹ مدراس ۱ گواہ شد علی محی الدین صاحب ۲۱ اپو مدلی سٹریٹ مدراس ۱۔

وصیت نمبر ۱۳۵۴۵ - میں عزیزہ بیگم زوجہ محمد عبد العزیز صاحب قوم احمدی پیشہ خانہ داری عمر ۲۶ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن مدراس ضلع مدراس صوبہ مدراس بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۰-۴-۶۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری جائداد اس وقت حسب ذیل ہے:- حق مہر -/۵۷۵ روپیہ بذمہ شوہر ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ آئندہ اگر میری کوئی آمد ہوگی یا میری وفات کے وقت میری جو جائداد ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

الامۃ عزیزہ بیگم موصیہ ۲۰-۴-۶۵۔

گواہ شد محمد کریم اللہ نوجوان ایڈیٹر آزاد نوجوان ۲۱ لائیڈس روڈ مدراس ۱۴۔
گواہ شد محمد عبد العزیز صاحب ولد محمد عزیز اللہ صاحب شوہر موصیہ ۲۱ سلامک سنٹر لائیڈس روڈ ۱۴۔

وصیت نمبر ۱۳۶۱۳ - میں ٹی۔ اے عبد القادر ولد محمد صاحب قوم احمدی پیشہ زراعت و ملازمت عمر ۶۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۵۱ء ساکن موگرال ڈاکخانہ موگرال ضلع کنانور صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۲-۴-۶۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد حسب ذیل ہے:-

(۱) زمین زرعی پون ایکڑ جس میں میرا رہائشی مکان بھی ہے اور ناریل کا باغ بھی ہے موگرال میں واقع ہے۔ اور اس کی قیمت موجودہ مع مکان -/۵۰۰۰ روپیہ ہے (۲) زمین زرعی ایک ایکڑ واقع موگرال جس کی قیمت موجودہ -/۲۰۰۰ روپیہ ہے۔ میں اپنی اس تمام جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔

مجھے اس زمین مذکورہ بالا میں سے -/۲۵ روپیہ ماہوار آمد ہو جاتی ہے۔ علاوہ ازیں میں ملازمت بھی کرتا ہوں جس سے مجھے -/۶۰ روپیہ ماہوار تنخواہ ملتی ہے گویا میری ماہوار آمد ایک سو پچاسی (۸۵ روپیہ) اندازاً ہے۔ میں اپنی اس آمد کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں میری وفات کے وقت میری جو جائداد ثابت ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

العبد ٹی۔ اے عبد القادر موصی۔

گواہ شد صدیق امیر علی صاحب ولد تنجی احمد صاحب سیکرٹری جماعت احمدیہ موگرال
گواہ شد ہی موسی حسن ولد حسن تنجی صاحب ساکن موگرال۔

وصیت نمبر ۱۳۶۲۴ - میں نسیمہ خاتون صاحب زوجہ مکرم سید لئیق احمد صاحب ایم۔ اے قوم سادات پیشہ خانہ داری عمر ۲۵ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن ڈاکٹر فتح اللہ روڈ ڈاکخانہ رانچی ضلع صوبہ بہار۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۳-۴-۶۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد حسب ذیل ہے جس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل خزانہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ اگر اس کے بعد کوئی جائداد اور پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہوگی اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میں اپنے اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔

منقولہ جائداد حسب ذیل ہے:-

(۱) حق مہر بذمہ خاوند محترم مکرم سید لئیق احمد صاحب ایم۔ اے مبلغ پانچ ہزار روپیہ -/۵۰۰۰ روپیہ

(۲) چھلہ طلائی ایک جوڑی - کنگن طلائی ایک جوڑی
بالی طلائی " " ہار طلائی تین عدد
انگوٹھی " ۴ عدد جھمکا " ایک جوڑی

ان سب زیورات کی قیمت اندازاً دو ہزار روپیہ = -/۲۰۰۰ روپے
اس کے علاوہ فی الحال میرے پاس اور کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ نہیں ہے

الامۃ نسیمہ خاتون موصیہ

گواہ شد	گواہ شد
سید لئیق احمد صاحب خاوند موصیہ	خاکسار بدر الدین احمد واقف زندگی
پینہ آشیانہ رانچی بہار	معلم وقف جدید ڈیلی رانچی بہار
۲۳/۴/۶۵	۲۳/۴/۶۵

میرا انہی سے پیوند ہے جو اعانت اور نصرت میں مشغول ہیں

(از سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

"میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ بخل اور ایمان ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔ جو شخص سچے دل سے خدا تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے وہ اپنا مال صرف اُس مال کو نہیں سمجھتا جو اُس کے صندوق میں بند ہے بلکہ وہ خدا تعالیٰ کے تمام خزائن کو اپنا سمجھتا ہے اور امساک سے دور ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ روشنی میں سے تاریکی دُور ہو جاتی ہے ...... مجھے خدا تعالیٰ نے بتایا ہے کہ میرا انہی سے پیوند ہے جو اعانت اور نصرت میں مشغول ہیں۔"

سیدنا حضرت اقدس نے مزید فرمایا کہ:-

"تم دو چیزوں سے محبت نہیں کر سکتے اور تمہارے لئے ممکن نہیں کہ مال سے بھی محبت کرو اور خدا سے بھی۔ صرف ایک سے محبت کر سکتے ہو۔ پس خوش قسمت وہ شخص ہے کہ خدا سے محبت کرے۔ اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کر کے اُس کی راہ میں مال خرچ کرے گا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اُس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت برکت دی جائے گی۔ کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا بلکہ خدا کے ارادہ سے آتا ہے۔ پس جو شخص خدا کے لئے بعض حصہ مال کو چھوڑتا ہے وہ ضرور اُسے پائے گا۔"

احباب کرام۔ مالی فرائض کی انجام دہی کے متعلق سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مندرجہ بالا ارشاد سے یہ واضح ہے کہ حضور احباب جماعت سے دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے لئے عملی تاکید فرماتے ہوئے یہ توقع رکھتے ہیں۔ کہ احباب جماعت باوجود اپنی ذاتی و خاندانی ضروریات اور مشکلات کے دین کے کاموں کو مقدم رکھتے ہوئے مالی قربانیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

ناظر بیت المال قادیان

خبریں

۔۔ ۱۴ر فروری۔ آج لوک سبھا کا بجٹ سیشن شروع ہوگیا۔ راشٹرپتی ڈاکٹر رادھا کرشنن نے دونوں ہاؤسوں کے مشترکہ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے ویش واسیوں کو چیتاونی دی کہ چین کے ساتھ کشیدہ تعلقات کے پیش نظر ہمیں چوکس رہنا ہوگا۔ اُنہوں نے کہا کہ ہماری شمالی سرحد پر حالیہ مہینوں میں کشیدگی میں جو اضافہ ہوا ہے اس کی وجہ سے اس سال دفاع پر گذشتہ سال کی نسبت زیادہ رقم خرچ کرنے کے سوائے اور کوئی چارہ نہیں ہے۔ آپ نے یہ بھی کہا کہ موجودہ حالات میں ہمیں ملک کے اندر اور باہر مالی کفایت شعاری سے کام لینا ہوگا۔

نئی دہلی ۱۴ر فروری۔ معلوم ہوا ہے کہ وزیر خارجہ سردار سورن سنگھ تاشقند معاہدہ کو عمل جامہ پہنانے کے متعلق پاکستان کے ساتھ ہونے والی وزارتی میٹنگ کے متعلق آج پارلیمنٹ میں اعلان کریں گے۔ باخبر حلقوں نے بتایا کہ اس میٹنگ کا کوئی قطعی ایجنڈا نہ ہوگا۔ موجودہ آثار کے مطابق میٹنگ راولپنڈی میں مارچ کے پہلے ہفتہ میں ہوگی۔ پاکستان نے چھ نکات ایجنڈا تجویز کیا تھا جس میں کشمیر کا مسئلہ سرفہرست رکھا گیا تھا۔ مگر بھارتی ہائی کمشنر مسٹر کیول سنگھ نے صدر ایوب کے ساتھ بات چیت کی۔ اور ان پر بھارت کے اس نقطۂ نظر کی وضاحت کی۔ کہ یہ کانفرنس مسئلہ کشمیر پر بحث کی بجائے دونوں ملکوں کے تعلقات کو نارمل بنانے کے لئے مفید ثابت ہو سکتی ہے۔

چنڈی گڑھ ۱۴ر فروری۔ سرکاری طور پر بتایا گیا ہے کہ امریکہ کے نائب صدر مسٹر ہیوبرٹ ہمفرے ۱۶ر فروری کو لدھیانہ آرہے ہیں۔ ان کا ہوائی جہاز ہلواڑہ کے ہوائی اڈہ پر اُترے گا۔

فیروز پور ۱۴ر فروری۔ آج یہاں فیروز پور سے سات میل دور حسینی والا بارڈر پر ۶۱۹ مزید پاکستانی نظر بند پاکستانی حکام کے حوالے کئے گئے۔ اس طرح اب تک ۱۵۶۵ سے زائد پاکستانی جو کہ جنگ کے دنوں میں بھارت میں نظر بند کئے گئے تھے پاکستان کے حوالے کئے جا چکے ہیں۔ پاکستان کی طرف سے آج یہ اطلاع دی گئی ہے۔ کہ وہ پاکستان میں نظر بند کئے گئے ۳۶۶ بھارتی باشندوں کو کل بعد دوپہر بھارتی حکام کے حوالے کریں گے۔

روہتک ۱۴ر فروری۔ پنڈت سری رام شرما نے ایک بیان میں کہا ہے کہ اکالیوں کی طرف سے پنجابی صوبہ کے مطالبہ کے متعلق ہم نے جن خدشات کا اظہار کیا تھا وہ صحیح ثابت ہو رہے ہیں۔ کیونکہ اکالیوں نے اپنے ذہن میں جو پنجابی صوبہ بنا رکھا ہے۔ اس کا مقصد نہ صرف ہندی ریجن بلکہ ہریانہ پرانت کے بھی کچھ حصے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ جہاں تک سنت فتح سنگھ کا تعلق ہے وہ محض اکالی فرقہ پرستوں کی بولی بول رہے ہیں۔ پہلے وہ پنجابی ریجن کے ہندوؤں کو یقین دلاتے رہے ہیں کہ پنجابی صوبہ میں ہندو اکثریت میں ہوں گے۔

امرت سر ۱۴ر فروری۔ امرت سر کے کانگرسی ایم۔ ایل۔ اے۔ شری جے اندر سنگھ نے آج ڈرگیانہ تیرتھ میں ایک میٹنگ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ سنت فتح سنگھ پنجابی صوبہ کی مانگ رکھ کر پنجاب میں بدامنی پھیلانا چاہتے ہیں۔ اگر پنجابی صوبہ بنانے کے لئے سنت فتح سنگھ جل مرتے ہیں تو جل مریں۔ ان کی کون پرواہ کرتا ہے اگر اس طرح جل مرنے کی دھمکی دے کر صوبے بنائے جانے لگے تو بھارت کے ۴۸ کروڑ صوبے بن جائیں گے۔ اور ہر آدمی کی اپنی حکومت ہوگی۔ اور پھر جو ملک بھی چاہے آکر بھارت پر اپنا قبضہ جمالے گا۔ اگر سرکار کسی طرح سے پنجابی صوبہ کے مطالبہ کے آگے جھکی تو ایک سنت بچ جائے گا لیکن اُس کی بجائے ۱۰۰۱ نوجوان جل کر شہید ہو جائیں گے

نئی دہلی ۱۴ر فروری۔ لوک سبھا کے آزاد ممبر ڈاکٹر ایل۔ ایم سنگھوی نے راشٹرپتی کو ایک خط بھیجکر حاجی پیر اور ٹیٹوال وغیرہ علاقوں سے فوجیں ہٹانے کے فیصلہ پر آئینی اعتراض کیا ہے۔ ڈاکٹر سنگھوی نے کہا ہے کہ جب تک آئین میں ترمیم کر کے ریاست جموں و کشمیر کے ان حصوں کو بھارت سے الگ کئے جانے کا اعلان نہیں کیا جاتا تب تک اُنہیں پاکستان کے حوالے کرنا سراسر ناجائز ہے۔ ڈاکٹر سنگھوی نے اپنے خط میں مزید لکھا ہے کہ یہ علاقہ پاکستان کے غیر قانونی قبضہ میں تھا۔ جب ہماری فوجوں نے اس کو آزاد کروایا۔ تو یہ بھارت کا حصہ بن گیا۔ آئین کے تحت سرکار اُس وقت تک کسی علاقہ کو غیر دیگر ملک کے حوالے نہیں کر سکتی جب تک کہ اس مقصد کے لئے آئین میں ترمیم نہ کی جائے۔

نئی دہلی ۱۴ر فروری۔ کانگرس ورکنگ کمیٹی نے کل رات ڈیڑھ گھنٹہ تک پنجابی صوبہ کے مسئلہ پر غور و خوض کیا۔ لیکن اس نے اس مسئلہ پر اپنا فیصلہ ملتوی رکھا۔ ورکنگ کمیٹی نے فیصلہ کیا کہ اس مسئلہ پر مزید غور و خوض کرنے کے لئے ورکنگ کمیٹی کا میٹنگ آئندہ چند دنوں تک منعقد کی جائے گی۔ کل رات کی میٹنگ میں پنجابی صوبہ کے مطالبہ کے مختلف پہلوؤں پر بحث کی گئی۔

برائے داخلہ مدرسہ احمدیہ

احباب جماعت توجہ فرمائیں

صدر انجمن احمدیہ قادیان مبلغین سلسلہ کی ضرورت کے پیش نظر ہر تعلیمی سال کی ابتداء میں مولوی فاضل کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے طلباء کا داخلہ مدرسہ احمدیہ میں کرتی رہی ہے۔ چنانچہ اس ضرورت کی تکمیل کے لئے امسال بھی مدرسہ احمدیہ کی پہلی جماعت کے لئے طلباء درکار ہیں۔ احباب جماعت ہائے ہندوستان سے درخواست ہے کہ وہ اپنے بچے خدمت سلسلہ کے پیش نظر مدرسہ احمدیہ کے داخلہ کے لئے مرکز میں بھیجیں۔ اس سلسلہ میں داخلہ فارم "نظارت ہذا سے ۱۵ر مارچ ۱۹۶۶ء تک حاصل کر کے تکمیل خانہ پُری کے بعد یکم اپریل ۱۹۶۶ء تک نظارت ہذا کو پہنچ جانے چاہئیں۔ اس ضمن میں مندرجہ ذیل امور قابل توجہ ہیں:۔

۱۔ بچہ کی تعلیم کم از کم مڈل اسٹینڈرڈ تک ہونی لازمی ہے۔
۲۔ بچہ اردو زبان بخوبی لکھ پڑھ سکتا ہو۔
۳۔ نیز قرآن کریم ناظرہ روانی سے پڑھ سکتا ہو۔

نوٹ:۔ صدر انجمن احمدیہ کی جانب سے امسال چھ وظائف بھی مقرر ہیں جو طالب علم کی ذہنی، اخلاقی، تعلیمی اور اقتصادی حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے دیئے جائیں گے۔ خواہشمند احباب مقررہ تاریخ تک "فارم داخلہ" پُر کر کے نظارت ہذا کو ارسال فرمائیں۔

ناظر تعلیم قادیان

مورخہ ۵ر فروری ۱۹۶۶ء

تصحیح

بدر کی گذشتہ اشاعت "مصلح موعود نمبر" میں بعنوان خلافت ثانیہ کا عظیم کام اور ترقی اسلام کے دو آسمانی راز" ایک مفصل و مدلل مضمون مکرم مولوی عبدالحق صاحب فضل مبلغ مظفر پور بہار کا لکھا ہے افسوس ہے کہ سہو کتابت سے عنوان کے تحت مضمون نگار کا نام نہ چھپ سکا۔ احباب تصحیح فرما لیں۔ (ایڈیٹر)